

شمس الاسلام

ماہنامہ



شمالی پنجاب میں تبلیغ اسلام کا مرکز
جام مسجد بھیرہ (پنجاب)

تحت ادارہ

حضرت لینا ظہور احمد صاحب بگوی

سالانہ چندہ

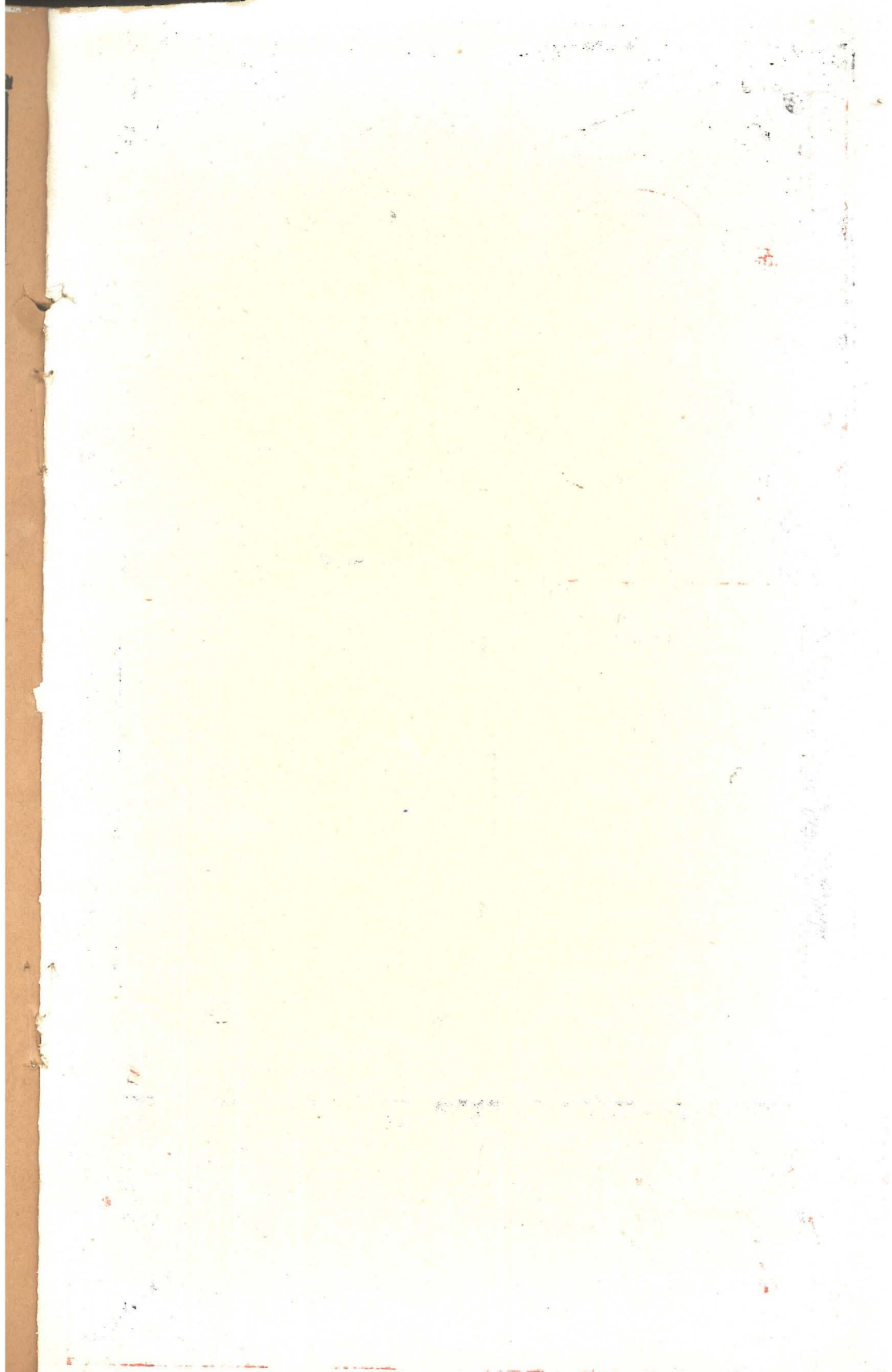
ڈیڑھ روپیہ

امیر حزب الانصار بھیرہ

پنجاب

نائب مدیر

افتخار احمد بگوی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شمار اسلام

مقام اشاعت { جامع مجبیرہ (پنجاب) }

جلد بابیت ۱۹۳۷ء شیعہ شیعہ المصنف ۳۵۶ المصنف

ممبر شمار فہرست مضامین صفحہ

۱	معارف قرآن (راہ صیام)	۲	جناب مولوی عبدالرحمن صاحب میانوی
۲	باب الحدیث (برکات رمضان)	۶	ادارہ
۳	تاریخ و عبرت (عبد السلام علیہ السلام کی علمی تحفہ)	۸	(ادارہ)
۴	تجوید ہدایت	۹	جناب مولوی محمد حسین صاحب شوق پلاٹوی
۵	راہ ترقی	۱۳	جناب محمد منظر صاحب عمر حیک
۶	معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم (نظم)	۱۵	جناب قریشی غلام محمد صاحب سلیم پور ادنی خان
۷	سلم (نظم)	۱۶	از محترمہ نور سلطانہ صاحبہ عذرا لاہوری
۸	مزار قادیانی کا پاؤں دو کشتیوں میں	۱۷	جناب مولوی حبیب اللہ صاحب مبلغ خیر الانصاف
۹	نگرش برسی اور ملک علی رشیدیہ کی پندھویں ملاقات	۱۸	خان زادہ غلام احمد خان صاحب کش
۱۰	شیعوں کی فلک النجاة	۲۳	جناب مولانا حکیم محمد قطب الدین صاحب (پنجاب)
۱۱	مزائیت اور بابیت	۲۷	جناب امان اللہ صاحب گجرات
۱۲	فہمت الذی کفر	۳۶	(مادیر)
۱۳	عرض حال	۳۹	(مادیر)
۱۴	ساختہ ارتحال	۴۰	(مادیر)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 مُحَمَّدٌ فَضِيلٌ عَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ

مِيعَادِ قَوْلِهِ

ماہِ صِیَام

﴿اَرْضَابِ مَوْلٰی عِدِّ الرَّحْمٰنِ صَافِیَاوِی مِلْعَ خُزْبِ الْاَنْصَالِ﴾
 لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَلَمْ یَكُنْ عَلَیْكُمْ اَلْحَیَّیْمُ كَمَا كُنْتَ عَلٰی الَّذِیْنَ جِئْتُمْ بِكَلِمَةٍ
 اَحْكَمُ مِمَّنْ قَدْ وُفِّدَتْ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ ۝ ۲ سورہ بقرہ رکوع ۳۷

ترجمہ۔ اے ایمان والو تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جسدا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ تاکہ تم پر سیرگازو جاؤ
 گنتی کے دن میں۔ خادمان کھراہ! خالق اکبر نے اپنے بندوں کی فلاح و بہبودی اور روحانی ترقی کے درجات حاصل
 کرنے کے لئے جو احکام و قوانین اسباب و علل ذرائع و وسائل مقرر فرمائے ہیں ان میں سے ایک روزہ ہے۔ جو بے بہا
 فضائل اور محاسن پر مشتمل ہے۔ ظاہری اور معنوی خوبیوں سے لبریز ہے۔ مرنی اعظم نے انشال امر کے لئے نہایت محبت
 مجسسہ الفاظ میں روزہ کی طرف مخلصانہ کی توجہ مبذول فرمائی۔ کہ اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کئے گئے ہیں۔ لیکن محض
 تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ اہم سال فقیر بھی فرض تھے۔ ان الفاظ کے کہنے سے غرض یہ تھی۔ کہ نہاری طبعیت پر یہ معاملہ
 شائق نگذرے کہ یہ شقت ہم پر ہی لازم کی گئی۔ فرمایا کہ پہلی انتہوں اور انبیاء سابقین کو بھی ہی حکم دیا گیا تھا۔ اور اس سے
 ہمارا کوئی اپنا نفع اور فائدہ نہیں۔ بلکہ روزہ کی علت خدائی یہ ہے کہ تم متقی اور پر سیرگاز بن جاؤ۔ روزہ رکھنے سے آدمی متقی
 اس طرح بنتا ہے کہ حضرت انسان کو رب الغرت نے دو چیزوں سے مرکب بنایا ہے جسم اور روح جسم کی تقویت کے
 لئے قوت جسمیہ عطا کی اور روح کی تقویت کے لئے قوت ملکیت بخشی۔ اور یہ امر مسلمہ ہے کہ قوت جسمیہ کھانے پینے اور
 لذت نفسانی و شہوانی سے مشغول اور ترقی پذیر ہوتی ہے۔ اس سے جسم میں حلاوت اور سست ہوتی ہے۔ اور روح
 کو تقویت قوت ملکیت سے حاصل ہوتی ہے جس کی غذا تسبیح و تہلیل عبادت و طاعت ہے۔ لہذا انسان یکمی میں تنب
 کامیاب ہو سکتا ہے کہ اس کی قوت جسمیہ مخلوب ہو جائے۔ اور قوت ملکیت غالب ہو جائے۔ روزہ میں صبح صادق سے
 لیکر آفتاب کے غروب ہونے تک قوت جسمیہ کے اسباب کھانے پینے زوجہ سے مباشرت کرنے سے منع کیا گیا۔ اور
 عبادت و ذکر میں مشغول رہنے کی ترغیب دلائی گئی۔ جب انسان اپنے نفس و عقل پر قابو پا لیا۔ اور اسے اپنا مطیع و

و منقاد کر لیا۔ تو یقیناً اور تھما وہ اپنے نصب العین میں کامیاب ہوگا۔ بعد ازاں اس پر انوار الہیہ کی بارش ہوگی اور فیوض ربانی کا درود ہوگا۔ جس کی وجہ سے وہ قصر روحانی کی بلند یوں میں شمع ہوگا۔ سر وقت نفس کی پوجا کرنے۔ اور اس کو کھلانے پلانے سے اس میں سرکشی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اپنے مالک کی نافرمانیوں پر آمادہ ہو جاتا ہے لطائف اسرار و معارف و حکم سے بہرہ ور اور لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا۔

تہی از حکمت لعبت آن کہ پری از طعام تا مینہی : اندرون از طعام خالی دار تا دران نور معرفت مینہی۔
گناہوں سے محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ روزہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے الصیام جنت ہے روزہ گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے یہی وجہ ہے کہ بزرگان دین و عارفان شرع متین کثرت سے روزے رکھتے ہیں۔ نیز روزہ میں عقل و نفس کو یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ روزہ داران خوردنی اشیاء سے جو اس کی ملک میں۔ اور اپنی آنکھ سے جس سے عقل و شرع حاجت کرنے میں رکاوٹ نہیں محبت ہے تو بھلا اشیاء غیر مملوکہ اور عورت غیر منکوحہ کی طرف روزہ میں آنکھ اٹھا کر دیکھنا کجا جائز ہوگا۔

افطار کے وقت روزہ داروں کی حالت بوقت شام غیر اقوام کے سامنے ایک عجیب و غریب منظر پیش کرتی ہے بھوک کا غلبہ ہوتا ہے۔ پیاس ستاتی ہے۔ طرح طرح کی چیزیں دل لہجانے والی آنکھوں کے سامنے موجود ہیں مختلف الوان کے شہرتوں کے لباب پیالے نظر آ رہے ہیں۔ لیکن کیا محال ہے۔ کہ صائم ایک قطرہ شربت نوش کرے۔ خواہ وہ آب حیات ہی کیوں نہ ہو۔ یا ایک ذرہ طعام تناول کرے یا قطرہ رکے ہوئے ہیں۔ منہ بند ہیں اپنے آقا اور مالک کی خوشی و رضا کی طلب میں عقل و نفس پر پورا قابو ہے۔ آنکھیں مغرب کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ کہ آفتاب غروب ہو۔ تو ان اشیاء کا استعمال کیا جائے۔ دنیا کو تنہا جا رہا ہے کہ مسلمان کی عقل و جان اس کی حرکت و نقل اس واحد و مکتا کے ماتحت ہے اور اس کی خوشنودی اور تعمیل حکم میں سب چیزوں سے دست بردار ہے۔

روزہ میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ امیر کو غربت و افلاس کا احساس ہوتا ہے۔ غریب پر روزی رحمت و آفت جلیع ہمتوں سے تسفیض ہوتا ہے۔ ایشیا و تحمل ضبط نفس استقلال و استقامت جیسے امور سے بہرہ مند ہوتا ہے۔
جسمانی فوائد بارہ یا اٹھارہ گھنٹے پیاسا اور بھوکا رہنے سے معدہ کی صفائی حاصل ہوتی ہے کیونکہ غذا حلق میں ہنچ کر مری کے ذریعہ سے معدہ میں پہنچتی ہے اور معدہ میں تین تین کام کرتی ہیں۔ قوت ماسک قوت باضمہ قوت دفعہ معدہ میں غذا کے دو حصے بن جاتے ہیں عمدہ اور فضلہ عمدہ اور جو بہر غذا کو قوت دفعہ عروق ماساریکا کے ذریعہ جگر میں پہنچاتی ہے اور فضلہ کو آنتوں کے ذریعہ سے خارج کر دیتی ہے جو بول و براز کے رنگ میں خارج ہو جاتا ہے جو بہر غذا دوبارہ جگر میں پکتا ہے۔ اور یہاں چاروں اخلاط خون صفرا و کٹم سودا بنتے ہیں۔ جن میں خالق نے مختلف تاثیر رکھی ہیں اور انسان کے وجود میں انہی کے صحیح ہونے کی وجہ سے صحت ہے۔ بسیار خوری کی حالت میں سوء ہضمی ہوتا ہے اور کالریاں

مہلک امراض میں انسان مبتلا ہوجاتا ہے۔ غذا کے روی تجارتِ صالح کو چڑھ جاتے ہیں۔ درختِ صفت اور غیرہ امراض کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے۔ صالح میں فضیلت بھر جاتے ہیں۔ جس سے نزلہ کام وغیرہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اخلاطِ فاسدہ خونِ فاسدہ روی الخیم غیر ضروری سودا منفرس پیدا ہوجاتا ہے۔ جو باعثِ تحریجِ صحت ہے۔ اور اس پر بیادغری کا علاج روزہ ہے۔

ایک امام محمد و ودات سے مراد ماہ رمضان المبارک کے ایام ہیں۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔ شہرم رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس و بلیات من الھدی و الفرقان فمن شاکد منکم ان الشاکر فلیصمہ و من کان من یضیاً او علی سفر فحذوہ من الیام اخر ترجمہ (اتھارے روزہ رکھنے کے ایام) رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن شریف نازل کیا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ اور اس میں واضح و یلین ہیں اور وہ حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے پس جو شخص تم میں سے اس ماہ کو پورا نہیں وہ روزہ رکھے۔ اور جو بعض یا سافر ہو وہ ایام صحت اور اقامت میں اتنے روزے رکھے۔

بعض مفسرین بیان فرماتے ہیں کہ رمضانِ مرض سے شوق ہے۔ اور لغت میں مرض تھکر کے دھوپ میں گرم ہو جانے کی حالت کو کہتے ہیں یعنی رمضان شریف کی برکت سے انسان کے گناہ جل جاتے ہیں قرآن کے نزول سے مراد اس آیت میں لوح محفوظ سے آسمان و نیابہ انوار ما دے اس کے بعد حسب موقع مقرر مقررہ طور پر ۲۳ سال کی مدت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا رہا۔ نیز دوسری جگہ قرآن میں ارشاد ہے انا انزلنا فی لیلۃ القدر یعنی قرآن کو انجیل نے لیلۃ القدر میں اتارا ہے لہذا روایات کی تطبیق سے ثابت ہوا کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان کی راتوں میں سے کسی رات کا نام ہے۔ اکثر روایات کی رو سے لیلۃ القدر ماہ رمضان کی رات کا نام ہے واللہ اعلم بالصواب

روزہ کا دوا احد مقصد جو کہ نفس کی اصلاح ہے لہذا سال بھر میں صرف ایک ماہ کے لئے فرض کئے گئے ہیں اور اس میں بھی کچھ مریضوں مسافروں اور شیخ فانی لوگوں کے ساتھ رعایت برتی گئی۔ اور ارشاد ہوا کہ اگر تمہیں شرعی سفر و مشق آجائے اور راستہ کی تکالیف و مصائب کا اندیشہ و فکر ہو تو تمہیں اختیار ہے کہ ان دنوں میں روزہ اخطا کر لو۔ بعد ازاں اقامت کی حالت میں ان کی فضا ادا کر دو۔ ماہ اگر گرنے سمیت ہو اور مصائب سفر کی پرواہ نہ کرتے ہوئے روزہ رکھ لو تو یہ مہلکے لئے نہایت ہی بہتر ہے۔ کیونکہ روزہ جسمانی محنت کا ترک معمولی بات نہیں۔ شاید زندگی میں فضا کا موقع ملے یا نہ۔ مریض کی حالت پر رحم کھاتے ہو ارشاد فرمایا۔ کہ اگر روزہ کی وجہ سے تخریب صحت میں زیادتی کا یقین ہو تو ایام صحت میں فضا نشاء روزوں کی فضا ادا کر لو۔ شیخ فانی کو نصرت دی گئی۔ اور کہا گیا۔ کہ ہر روزہ کے بدلے میں پونے دو سال گنم غم غم اور مساکین کو دی جائے۔ کیونکہ اب ناممکن ہے کہ تیسرا نفس بھر قوت حاصل کرتے ہوئے مقررہ روک تھام ہو جائے۔ اب خاتمہ عمر تک عجزی و انکاری کا یہ کیا کرنا میرا۔

سال بھر کے روزے فرض کئے جاتے تو یہ ایک قسم کی تعذیب ہو جاتی اور روزہ طبعیت ثانیہ بن کر قابلِ محنت و سرور اور باعثِ لطف نہ رہتا۔ رمضان المبارک کا مہینہ اس لئے منتخب فرمایا کہ نفس کی اصلاح اور ترقی روحانی کے لئے اس کی ایک رات میں جسے لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ قرآن کریم کے نزول کی ابتدا شروع ہوئی اور لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر تجاہلہ آتا رہا اور پھر حسبِ ضرورت تھوڑا تھوڑا سرور کائنات پر نازل ہوتا رمضان المبارک کی راتوں میں کھانے پینے بوی سے صحبت کرنے کی اجازت دی گئی۔ کیونکہ بھیجی تکلیف مالا لیاقت تھی۔ دن میں بوجہ تعب و مشقت رات کی بقیہ راری وبے اطمینانی کا باعث بن جاتی تھی جس سے اکثر لوگوں کی طبیعت مضمحل ہو کر کاروبار میں رکاوٹ کا باعث بن سکتی تھی۔ ہاں شارع اسلام کے فعل و عمل سے رمضان المبارک کی راتوں میں بیس گھنٹہ تراویح امت مسلمہ کے لئے منوں ہو گئی۔ تاکہ رات اور دن تسبیح و تہلیل اور خدا کی یاد میں بسر ہو جائے۔ رمضان المبارک کے ایام میں مساجد کے اندر خاص رونق ہوا کرتی ہے اور امت مسلمہ کو اجتماعی حیات کا سبق ملتا ہے۔ فاقہ کی حقیقت معلوم کر کے فاقہ کشوں کی امداد کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ قرآن کی تلاوت کر کے اور قرآن سن کر اپنے اللہ سے قلمی تعلق قائم ہوتا ہے۔

روزہ کی حالت میں سید المرسلین خاتم النبیین نے ارشاد فرمایا کہ کذب و جھوٹ اقرا و اتہام یا وہ کوئی دشمن سے پرہیز کی جائے۔ بلکہ اگر کوئی روزہ دار سے لڑے اور خلافِ تہذیب گفتگو شروع کر دے تو اسے صرف اتنا کہ لے کہ میں روزہ دار ہوں۔ روزہ کی حالت میں اگر قوتِ شہوانیہ کے اسباب کو ترک نہ کیا جائیگا۔ تو محض بھوکا اور پیاسا رہنے سے درجہ قبولیت حاصل نہ ہوگا۔ روزہ کی حالت میں کانوں کو غیبت و گدے سے بچایا جائے۔ آنکھوں کو نظر بد کرنے سے روکا جائے۔ زبان کو ذکرِ الہی میں مشغول رکھا جائے ہاتھوں کو ضعیفوں اور کمزوروں پر ظلم کرنے سے باز رکھا جائے۔ پیادوں سے نیک محفلوں اور مساجدوں کی طرف جانے کا کام لیا جائے بری مجلسوں سے اجتناب کیا جائے تاکہ یہ افعال اور چیزیں کی عادت رائج ہو جائے۔

خاکساریِ فتنہ محمد حاضریہ کے مرتد و ملحد اعظم یعنی عنایت اللہ مشرقی کے کفریہ عقائد اسی کی

پیرزادہ محمد ہباء الحق صاحبِ اسمی انٹرنسری نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے جس متحار و قابلیت کا اظہار فرمایا ہے اس کے لئے ہر سچے مسلم کو ان کا ممنون ہونا چاہئے۔ رسالہ ہند کا منیر الایڈیشن کئی مضامین کے اضافہ کے ساتھ حال ہی میں شائع ہوا ہے جس میں ۱۰ صفحہ کثابت و طباعت عمدہ قیمت ۲۰ روپے خرچ محصول الاک ایکٹ

ملوک کا پتہ میجر رسالہ شمس الاسلام پھر نیچا

باب ششم

برکاتِ رمضان

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کم رمضان شہر مبارک فرض اللہ علیکم صیامہ تفتح فیہ ابواب السماء وتخلق فیہ ابواب الجہنم وتخلق فیہ مودۃ الشیاطین للہ فیہ لیلۃ خیر من الف شہر من حرم خیرھا فقد حرم راحمہ (نئی)

ماہ رمضان ہمارے لئے آگیا۔ اس کا روزہ اللہ نے تم پر فرض کیا ہے۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور مکرش شیطانوں کے مٹری ڈال دی جاتی ہے۔ اس میں اللہ کی ایک رات (شب قدر) ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے جو شخص اس رات کی خیر برکت سے محروم رہا وہ تمام برکتوں سے محروم رہا۔

(مسند احمد و نئی شریف)

ماہِ صیام آیا اور رحمت کا پیغام لایا۔ آسمان زمین میں خوشی و مسرت کا اظہار ہو رہا ہے۔ رب العالمین کی شانِ نجی و غفاری خوش میں ہے۔ آسمان سے رحمت کے فرشتے نازل ہو رہے ہیں۔ ایمان کی دولت سے محروم کرنے والے داکو اور موزی شیطاںین پابندِ نبالے جبار ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند ہیں۔ اب اگر کوئی شیطنیت محکم اہلبیس سیرت انسان اپنی بد اعمالی سے اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنا چاہتا ہے تو نبالے و زحمت الہی ہر وقت اس کو اپنے آغوش میں لینے کے لئے آمادہ ہے۔ اسی مبارک ماہ میں حق و فوج اور محصیت سے آلودہ انسانوں کی طبائع بھی قدرتِ نیک کی طرف مائل ہو جاتی ہیں مگر بد بختانِ ازلی پر اس ماہِ مبارک کی آمد کا چند اں اثر نہیں ہوتا۔ کور چشموں کو نورانیت کا احساس نہیں۔ جو لوگ اپنی استعدادِ ملوکھوچکے اور اپنی بد اعمالیوں سے اپنے دلوں پر ہر لگو اچکے ان کو تقویٰ و طہارت کی طرف رغبت پیدا نہیں ہوتی ایسے لوگ لیلۃ القدر کو بھی پا نہیں سکتے۔ لیلۃ القدر کی تلاش میں تمام ماہ کی راتوں میں عبادت کرنا والے فلاح دارین کے حامل ہوتے ہیں۔

عن سعد بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنۃ ثمانیۃ ابواب منها باب یسمی الریان لا یدخلہ الا الصائمون (بخاری و مسلم)

جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ جن میں سے ایک دروازہ کا نام ”ریان“ ہے اس میں صرف روزہ داری داخل ہو گئے (بخاری و مسلم)

رب کریم کی شانِ کریمی و غفاری نے بابِ ریان کو روزہ داروں کے لئے خاص فرمادیا مگر روزہ دار بغیر کسی کھٹکے کے

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عمل ابن آدم یضاعف للحنۃ بغضہ وامثالہا الی سبعۃ اضعاف صحت قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بکدح شھوتہ وطعامہ من اجلی للصائم فحنتان فمرۃ عند فطرۃ ومرۃ عند لقاء ربہ و لآخر فمرۃ الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک والصیام حنۃ واذ کان یوم صوم احدکم فلا یفرت ولا یتغضب فان سہا بہ احدًا وقاتلہ فلیقل انی امر و صائمہ بخاری و لم

جنت میں داخل ہوجائیں۔ قسم کی کروڑ ہائیکوں کے مقابلہ میں روزہ کی فضیلت اس حدیث سے ظاہر ہے۔ آدمی کے ہر کام کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک ہے مگر روزہ کے واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ میرے لئے ہے۔ اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ کہ روزہ دار اپنی خواہش اور کھانے کو میرے لئے ترک کر دیتا ہے۔ روزہ دار کو دو بے فرحت حاصل ہوتی ہے۔ ایک اُفطار کے وقت اور دوسرے اپنے رب کا بیدار کرنے وقت روزہ دار کے منہ کی بوا اللہ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔ روزہ گزارنا ہوں اور فرخ سے بڑھنا ہے جس دن کسی کا روزہ ہو تو وہ نہ برا کلمہ کہے اور نہ جتنے چلائے اگر اسے کوئی شخص گالی دے یا لڑنا چاہے تو کہے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔

اللہ اللہ روزہ ایسی عبادت ہے کہ اس کا اجر صرف خدا ہی دے سکتا ہے۔ عاشقان الہی کے لئے یہ جملہ قسم مسرت افزا اور روح پرور ہے۔ کہ رب مہم و الاض اپنے روزہ داروں کے لئے فرماتے ہیں کہ روزہ میرے لئے ہے بارگاہ محبوب میں یہ پیچیدہ اگر شرف قبولیت حاصل کرے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت ہو سکتی ہو محبوب اگر اپنے شوق کے کسی فعل اور اس کی کسی تکلیف کو اپنی طرف نسبت کرے۔ تو عاشق کے لئے اس سے بڑھ کر لذت اندوزی کا اور کوئی موقع ہو سکتا ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام کے متعلق قرآن مجید میں خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے۔ واذ ذوق فی سبیلہ ان کو میرے لئے بنا لیا۔ یعنی یہ میری محبت کے کوپ میں قدم رکھنے کی یاداش میں مصائب و آلام کا نشانہ بنے کو یہ محبت سے نا آشنا اس منصب رفیع کا اندازہ کرنے سے معذور ہے۔ اس کا صحیح اندازہ ارباب ذوق ہی کر سکتے ہیں۔

برق آسمانی بزمرن قادریانی
یہ وہ کتاب ہے جس کا انتظار کرتے کرتے شائقین تھک گئے تھے اس لئے کہ زبور طبع سے آراستہ ہو کر اس کا اول حصہ شائقین کے ہاتھوں میں جا رہا ہے مولانا ظہور احمد صاحب بگوی کی یہ معرکہ الاراضیف مزراہوں کا اظہار کو گئی شائقین بہت جلد طلب فرمائیں قیمت لاگت کے برابر صرف ۸
حرمت لغز یہ داری کے متعلق شیعہ علماء و مجتہدین کے فتاویٰ قیمت فی سینکڑہ عامر
حملنے کا پتہ ندیم شمس الاسلام بھیر (پنجاب)

تایخ و عبادت اسلام میں علم اسلام کی علامت

آج ہماری عظمت و عظمت افسانہ پار میں گئی طالب علم کا جو جذبہ اسلام نے ہمارے دلوں میں پیدا کیا تھا وہ مفقود ہو چکا ہے ہمارے زمانہ میں تحصیل علوم کے ذریعہ آسان ہو چکے ہیں ہمارے اسلاف نے نہایت ہی محنت و مشقت بھوکے پیاس اور فرسوس کے مصائب برداشت کر کے تحصیل علم کی بیماری کی امام بخاری اور حکیم ابو نصر فارابی حقیقہ کے پتے اور گنگ کی گھاس کھا کر امام اور حکیم بن گئے حافظہ حجاج بغدادی تحصیل علم کے واسطے روانہ ہوئے تو ان کی دس سو والدہ نے سو کچھ پکا دئے تھے۔ روٹیاں تو ان کے پکا دیں اور سالانہ ہونہار فرزند نے خود تجویز کر لیا۔ اور ان کا کثیر کہ آج تک صد یا سال گزرنے کے بعد بھی وہی سہی و جملہ کامیابی۔ ابن المنقری۔ ابو شیخ اور طبرانی تینوں شیخ عصر ان کے مابین میں مدینہ طیبہ میں طالب علمی کرتے تھے اور قلت خرچ کی وجہ سے ایک دفعہ ایسا وقت آیا کہ روزے پر روزہ رکھا بھوکے جب بہت مضطرب کیا تو انہوں نے حضرت سرور کائنات کا وسیلہ ڈھونڈا اور سب کے سب ملکر وضعہ عالی پر گدایا حاضر ہوئے۔ اور صدا دی کہ یا رسول اللہ الجوع الجوع۔ الجوع۔ امام ابو علی لمبی عیسیٰ اللان میں تھے تو بھوک کی وجہ سے ایسے تنگ آ گئے کہ زبانائی کی دوکان پر اس عرض سے جا بیٹھے کہ کھانے کی خوشبو سے ہی کچھ تقویت طبعیت کو پہنچائیں بحکمہ انانی حکیم ابو نصر فارابی کی تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ تیل جہانہ نہ پاتا تھا۔ رات کو پاس بانوں کی فہ بلوں سے کام لیتے تھے۔ اور ان کی روشنی میں ہی کتب کا مطالعہ کیا کرتے تھے تحصیل علوم کے لئے جو کچھ علمائے مسند کے لئے وہ ہمارے باہر ہی ہیں۔ ابن منقری نے ہی چارہ تیرہ ممالک ایشیا اور چارہی مرتبہ ممالک افریقہ اور ریش و نعمت بیت المقدس کا سفر کیا تھا۔ اشبیلیہ کے مشہور طبیب قاضی ابوبکر کو تیرہ اعزاز عشر میں شہر طرخ کی بہت لت تھی اور اسی لئے ان کا لقب شہر خجی پڑ گیا تھا۔ ان میں یکایک غیرت نے جوش مارا اور دل میں ٹھکان لی کہ اس دل بزمی کو دور کیا جائے آپنے علم طب شروع کر دیا۔

اندلس کے طبیب ابن رومیہ نے نباتات کی تحقیقات کے لئے فرانس سے چل کر تمام شمالی افریقہ اور مغربی ایشیا کو روند ڈالا تھا۔ اسی طرح حنیف ابن بریطان نباتات کے لئے مدتوں ہر سہ ہر باغظموں کے گزرنے رہے۔ ابوالمنصور کانوبہ عالم تھا۔ کہ جنگلوں اور پہاڑوں میں تمام عمر بسر کر دی۔ ان کے ساتھ ہر وقت ایک مصور تھا تھا اور کسی بوطی کی بہت ادویاتی اور آخری حالت کی غور تصویر لیا کرتا تھا۔ جو بعد اس علامہ دہر کی کتاب میں درج ہوئی تھی ابو محمد اندلسی اپنے چہرہ پر روغن ملکر آفتاب کے سامنے بیٹھا کرتے تھے تاکہ ان کا رنگ بدوں کی طرح کالا ہو جائے۔ اور ان میں بلا مراحمہت رہ کر محاورات کی تحقیقات کر کے



نجوم ہدایت

(از مولوی محمد حسین حساس شوق سلاوی فاضل امینہ)

تاریخ کی ورق گردانی کرنے والے اصحاب پر یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ و رفقاء عظام نے دین الہی کی خدمات میں جس جان نثاری کا ثبوت دیا ہے۔ اس کی نظیر صفحہ سستی پر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی۔ یہ وہ شمعِ محمدی کے پروانے ہیں جنہوں نے ہنی نوع انسان کے پاؤں سے تعبد و غلامی کی زنجیریں کاٹ کر خلق خدا کو اس غدا ابیم سے نجات بخشی۔ جنہوں نے ظالم و کشر شہنشاہوں اور مغرور و متکبر فرمانرواؤں کے نشانِ اقتدار کو تارِ غمبخت کی طرح توڑ پھوڑ کر سوائیں اسکی دھجیاں بکھیر دیں۔ یہی ہمیں بلکہ اپنے جان و مال اور اپنی اولاد کو علمِ محمدی کے فیض و کسریٰ کے عظیم الشان محلوں پر نصیب کرنے کی سعی میں فرمان کر دیا۔ چنانچہ انہیں کی مساعی جمیلہ اور فرشتہ خدمات سے صولتِ روم اور سوکوتِ عجم کے بلند ایوانوں کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں۔ گھاسکے آتشکدے سے سوڑ گئے۔ مشرکین عرب کے جسم خانے خاک بن گئے۔ مجوسیت و نصرانیت کا شیرازہ کبھ گیا۔ توحید کا علم بلند ہوا۔ اسلام کا غلغلہ اٹھا تمام عالم میں سعادت کی لہر دو گئی۔ شیدایانِ اسلام نے آفتابِ ہدایت (قرآن شریف) کو ماتھوں میں لیا۔ اور کفر کی ظلمت اور ضلالت کی تاریکی کو نیست و نابود کر کے چار دانگ عالم میں اجالا کر دیا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمد و وایا

نہ کوئی سب رہا اور نہ کوئی سب نہ نواز

یہ عظیم الشان اور بیش بہا خدمات ہیں جو ان پاک سرشت انسانوں نے صرف خدائے الٰہی کی رضا حاصل کرنے کے لئے انجام دیں ان کے کارنامے رقی دنیا پاک زبانِ زوِ خلاقِ ربّینکے۔ اور نو بصیرت رکھنے والوں کے لئے دستور العمل کا کام دینگے افسوس ہے ان بھائیوں پر جو ایسے مایہ ناز قرآنِ اسلام کے حق میں بہتان و افتراء کا طوفان برپا کرتے رہنا اپنا فیضِ اولین سمجھتے ہیں۔ خیال فرمائیے جن لوگوں نے گلزارِ اسلام کو اپنے خون سے سیراب کیا۔ اور جانیں قربان کر کے ہم جیسے ناکارہ لوگوں تک پیغامِ توحید پہنچایا وہ تو ہوں منافق اور تیرہ سو سال بعد کے ٹھیکیدارانِ امامت و خلافت کے من اور سامان ہوں جن کو آج تک کلمہ بھی صحیح و فیضانِ نصیب نہیں ہوا۔ قربان جاؤں الٰہی و نہایت پر۔

آناکھ والے اس کی حقیقت کا تماشا دیکھیں دیدہ کو کو کیا نظر آئے کیا دیکھے۔

بعض احباب آج کل کے عقائدِ فاسدہ اور مذاہبِ باطلہ کی روز افزوں ترقی اور بڑھتے ہوئے سیلاب کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں اور ادھر اپنے فرقہ کے مافداؤں کا ساکوت و جمود ملاحظہ کر کے حیران ہوجاتے ہیں۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہیں۔

۵ کن فہم دیور دہاے کج میٹر جوں کفش کج دہاے کج
ہمیشہ شیطن کے سانچے میں ڈھلے ہوئے طبائع اور جادوس کے پتلے و ماوس شیطانی اور خیالات رسی کے قبول کرنے کو
لئے کر سہہ رہتے ہیں چونکہ اس جگہ بہت سے گروہ اہل اسلام کو صحابہ کرام سے بطن کرنے اور ان کے خلاف بغض و حسد کے جواشیم
پھیلائے ہیں سرگرم کا نظر آتے ہیں اس لئے ہمارے ذی علم اور مقتدر حضرات کو بھی ہر سکت توڑ کر درانہ و امیران میں آنا
چاہیے اور اہل کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ جتنے موقر خیالات کو دنیا کے اسلام میں پھیلائے اور شکر کرنے کے لئے رسالہ
در شمس الاسلام کی آغوش سروت کھلی ہوئی ہے۔ کیا اب بھی وہ خواب غفلت سے کڑوٹ بدلنا گوارا نہ کریں گے۔ بقول شخصہ
اٹھے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے میں جا ہی دیکھتا تری محفل میں رہ گیا۔

بنابرینہ یا جنس انہی کم مانگی اور بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے چند طور پر قلم کر لے جن میں خلافت راشدہ کی ترتیب
اور خلفائے ثلاثہ کے عظیم الشان اسلام کا ثبوت و موافق و مخالف کتب سے پرینا نظرن کیا گیا ہے جو عقلی و نقلی دلائل سے مکمل
طور پر واضح و روشن کر دیا گیا ہے اگر قبول افتد ہے غر و شرف

سب سے اول قرآن پاک کا وہ اعلان جو خلافت رضیہ یا غصبیہ کا فیصلہ کرنے کے لئے انصاف پسند طبائع کو واسطہ بنے
اندر نہایت میں ثبوت رکھتا ہے۔ یہی قارئین ہے۔

اولاً قال اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رجاء بلیہم کما سجد
یتبعون فضلا من اللہ ورضوانا آیۃ منہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں جو لوگ اس کے ساتھ
ہیں وہ کافروں پر سخت زور آور ہیں آپس میں محبت کرنے والے ہیں تو ان کو دیکھتا ہے کہ ع و سجد کرتے ہوئے۔ وہ خدا کا افضل
اور رضا طلب کرتے ہیں اس آیت شریف میں خداوندیکم نے چہا یا کیا کہ وہ صفات مخفہ کے ساتھ علی الترتیب یا فرمایا ہے حضرت
ابن عباس اس کی تفسیر فرماتے ہیں محمد رسول اللہ والذین معہ یعنی ابا بک و اول من من بہ وقام معہ علی
الکفار الی دین اللہ تعالیٰ اشداء علی الکفار بالخلافة وهو ع و کان شہیدا علی اعداء اللہ تعالیٰ
قوی فی دین اللہ ناصی الرسول رجاء بلیہم فتوادون فیما بلیہم بارون وهو عثمان ابن عفان
کان بار علی المسلمین بالنفقة علیہم رجاء بلیہم تو اہم رکع اسجد فی الصلوۃ وهو علی ابن
ابی طالب کان کثیر السجود والسجود الخ اس آیت میں ہر ایک خلیفہ کا ذکر ایسے طریق پر کیا گیا ہے جس میں ہر ایک کی
صفات مخفہ و درجہ کا پورا پورا بیان ہے والذین معہ کا ذکر ہر مصدق اکبر کی معیت و مصاحبت نبوی کا اعلان فرما
دیا جس کی تائید دوسری آیت سے ہوتی ہے قال اللہ تلک واولیٰ اذا خرجہ الذین کفروا ثانی اثین اذا ہما فی الغار الی
اس میں حضرت صدیق اکبر کا حضور علیہ السلام کا رفیق ہونا صاحب الرسول کلب الغر کی طرف سے خطاب ملنا معیت نبوی
کا حق حاصل کرنا سرکار رسالت مآب سے لاخرین کا انعام عطا ہونا۔ پھر کہینہ (رحمت الہی) کا نازل ہونا یہ ایسے فضائل ہیں کہ

سوائے صدیق اکبر کے ایسی تصریح کے ساتھ کوئی آیت کسی دوسرے صحابی کے حق میں نازل نہیں ہوئی بالخلق مفسرین و محدثین اس واقعہ میں آنحضرت کے یا ابوبکر صدیق ہی ہیں۔ اس کے تعلق کسی مورخ اور نہ کسی شیعہ صحابی کو انکار ہے۔ صدیق اکبر کو صدیق کا خطاب بھی معیت نبوی کی بدین دلیل ہے۔ کیونکہ خداوند کریم نے نبیوں کے ساتھ قرآن مجید میں بھی صدیق کا مرتبہ مقرر فرمایا ہے۔ پھر شہداء کا پھر صاحبین کا ملاحظہ ہو انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشهداء و الصالحین اللہ العزیز شہادت میں جب سوائے ذات خداوندی کوئی حاضر نہ تھا۔ اور کفار آنحضرت کے خون کے پیاسے تھے اس وقت حضرت صدیق اکبر نے خدا کے مقدس رسول کا ساتھ دیا اور ثقاتی اثنین اور اصحابہ کا خطاب دیا یا الہی سے حاصل کیا۔ چنانچہ تفسیر قمی ص ۱۳ پر اس آیت کی تفسیر ایک حدیث سے اس طرح کی گئی ہے۔ عن ابی عبد اللہ قال لما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والہ فی الخارقال لانی فیکر کافی النظر الی سفینۃ جعفر واصحابہ تقوم فی العجر وانظر الی الاضراس تحتین فرافنی تبحر فقال ابوبکر تو اھم یا رسول اللہ قال نعم قال اری تبحر فمسح علی عینہ فر اھم فقال لہ رسول اللہ صلعم انت الصدیق امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ السلام غار میں تھے ابوبکر کو کہا گیا اس وقت میں وہ کشتی دیکھ رہا ہوں جس میں جعفر اور اس کے ساتھی سوار ہیں اور وہ دریا میں کھڑے ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ انصار اپنے گھروں میں بیٹھ کر سوئے ہیں۔ ابوبکر نے کہا کہ حضور مجھے بھی دکھائیے۔ آپ نے آنکھوں پر ہاتھ پھر پھر ابوبکر نے وہ سب کچھ دیکھا پھر حضور نے فرمایا تو صدیق ہے۔ اس حدیث سے بین چرین ثابت ہوتی ہیں۔ اول حضرت صدیق کیلئے غار خوا۔ دوم حضور کا دست مبارک کا پھر کمر سنور مانا۔ پھر صدیق کا مرتبہ خطاب حاصل ہوا۔ اسی واقعہ کو کچھ محدثین والا رجسٹریوں کی مقبرہ کتاب ہے (یوں بیان کرتا ہے۔ نزدیک آں قوم بر مکر رفت، لبوئے سرے ابوبکر رفت، بے حجت، اونیز آمارہ بور۔ کہ سابق رسولش خبر دادہ بود، بنی بردخانہ اش چون رسید، گوشش ندا سے سفر در کشید چو لوگ بزاراں حال آگاہ شد، زخانہ بروں رفت و ہمراہ شد)

ان نکات و احادیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ والذین معہ سے جن معیت و مصاحبت کا فخر جن شخص کو حاصل ہوا اوشانیا بعد از انبیا صدیقین کا مرتبہ بیان فرمانے سے جن شخص کا رضا فرمایا گیا اور پھر اس کو مرض موت میں اپنی جگہ پر امام مقرر کرنا دنیا کے اسلام کے لئے بالکل روشن ہے کہ ایسا شخص ہی خلیفہ ہو سکتا تھا جو زندگی میں خلافت فی الصلوٰۃ کے قابل نظر آیا۔ کیونکہ خلافت فی الصلوٰۃ ہی دستور الاسلام کے موافق خلیفۃ المسلمین کا فرض ہے ہوتا تھا۔

اس آیت کی تفسیر فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۶ پر ملاحظہ فرمائیے جس میں امام علیہ السلام صدقہ کے متعلق بطور استشہاد حضرت ابوبکر اور سلمان اور ابوہریرہ کا دستور اعلیٰ بیان فرما کر کہتے ہیں ومن اھدھن ہوا و قد قال فی جھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والہ ما قال یعنی ان تینوں اصحاب سے کون زیادہ ذراہ متورع ہو سکتا ہے۔ اس حدیث سے حضرت صدیق اکبر کا نام اور متورع ہونا امام جعفر کی زبان قدسی بیان سے ثابت ہوتا ہے۔ اس آیت اور حدیث پر نظر غائر ڈالنے کے بعد معلوم ہو جاتا

ہے کہ تمام امت مسلمہ کا خواہ موافق ہو یا مخالف حضرت خلیفہ اول کو زائد اور نیک سیرت تسلیم کرتی ہے۔ تو یہ لازمی نتیجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر خلیفہ اول جتنے تھے اور امر سم ثنوی کا انتخاب بالکل صحیح اور حق بجانب تھا۔

وزیر بصورت دیگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ مطابق یا ابیہا البنی جاہد الکفار والمنافقین واعلظ علیہم عقلاً۔ سے جہاد کا فرض تھا اور اپنی تمام تر قوت ان کی مخالفت پر صرف کر دینا لازمی تھا۔ کیا سنی عربی کے وہی جتن کے لئے ضروری تھا کہ خلافت عصبیہ کا استیصال کرنا۔ اور بقول شیعہ حضرت ابن ابی کی سخ کنی ان آنکھوں سے دیکھنا اور خاموش رہنا۔ کیا یہی وصایتہ البنی کا شان ہے، اجض احباب عقلاً یہ جواب نہ راسخا کرتے ہیں کہ چونکہ حضرت علی بنی علیہ السلام کے صحیح جانشین تھے اس لئے فتنہ و فساد برپا کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور وہی ہونے کا ثبوت پیش کیا تو پھر امیر معاویہؓ کے مقابلہ میں قوت ضبط و صبر سے کیوں کام نہ لیا حیرت ہے عریض غفل و دانش بر باد گریں۔ اگر ایسا تھا تو پھر امام حسین علیہ السلام نے کیوں اس اسوۂ کو ترک کر دیا۔ اور بزرگی خلافت پر راضی نہ ہوئے۔ لیکن یہ سرگزشتیں غفلت اگر خلفائے ثلاثہ کی خلافت نامتھی تو حضرت علی کا فرض تھا کہ حکم الہی کے مطابق اعلان جہاد کرنا اور اگر اس کی طاقت بھی نہ تھی۔ تو اس نامتھی خلافت کو دل سے برا سمجھتے ہوئے ان کی امداد سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشین ہو جانے حالانکہ اس کے علی الرغم اپنا تمام تر گران قدر وقت ان خلفاء کی امداد اور دین الہی کی خدمت اعلیٰ افکار و مشاوری سے کرنے میں صرف فرما دیا کیا یہ جرم نہ تھا۔

لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو ان کی خلافت کو اپنی زبان فصاحت بیان سے جتن تسلیم کرنے ہوئے اپنی خلافت کی صحت بھی انہیں اصول کی بنا پر تسلیم کرنا چاہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کتاب نہج البلاغۃ ص ۹۰ خطاب امیر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں انما بالعبی القوم الذین بايعوا ابا بکر وعمر وعثمان علی ما بايعوهم علیہ فلم یکن للشہاد ان یخادوا ولا للثأب ان یردوا واما مشورۃ للصحاحین واکالہ انصار فان اجتمعوا علی رجل وساموا اماما کان ذلک للہ ورضی الخ

ترجمہ میری بہت اسی قوم نے کی ہے جنہوں نے ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی کی۔ جس امیر میں حاضر و غائب کو رد کرنے کا اختیار نہیں ہے کیونکہ اہل شوریٰ مہاجرین و انصار میں پھر جس کو بالفاق انہوں نے امام بنایا اس میں خدا کی رضامندی ہوتی ہے اس خطبہ میں جناب امیر علیہ السلام نے فیصلہ ناطق و دیکر شیعہ کی پوری تردید کر دی ہے۔ اور فرمایا کہ میری اور اصحاب ثلاثہ کی خلافت یکساں طور پر بالفاق انصار و مہاجرین عمل میں آئی ہے اور خدا کو بھی یہی منظور ہے۔ اس کی مخالفت کرنے والا واجب القتل ہے سنئے حضرت کچھ سمجھا جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔

ان دلائل و ثبوتات کی موجودگی میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت حق پر اگر غور کیا جائے نہ شہر کی تعصب اور فرقہ وارانہ عناد کی عینک کو آنکھوں سے اتار کر ملاحظہ فرمائیں تو کچھ عجیب نہیں کہ فضائل صدیقی اس سے بھی زیادہ آپ کو نظر لے لیں۔

پسح تو یہ ہے کہ رفاقت الرسول کے صحیح ثناء حضرت صدیق اکبر کے بشر سے ہی پچھتے ہیں جو دنیا میں رفیق ہو تب میں مہم جو۔ آخرت میں ساتھی ہو۔ غرض عالم دنیا عالم عقبی عالم برزخ میں حال پر نظر ڈالیں مصاحبت کا رنگ نظر آتا ہے اور لفظ پھر لفظ کی صدائے پاکہ شکر حمد کی آگ میں جلنے والے تقویت تک جلتے رہ گئے و ما علینا الا البلاغ العبدین

راہ ترقی

لہذا ازخواب محمد مظفر علی صاحبزادہ لہذا سلام ادا چاہئے

بول اسلام کا ہر قوم میں بالا کر دے اور دنیا کے مذہبوں میں اجالا کر دے
ہماری ترقی کی دھاک انبیاء کے دلوں پر بھی ٹپکتی تھی سولی ہے۔ اور ہمارے کارنامے نمایاں انہیں انہیں میں۔ آج تک کوئی
قوم ہمارا مقابلہ نہیں کر سکی۔ ہم ہی ہیں جنہوں نے دنیا میں توحید کی صدا بلند کی۔ اخوت کا چارواک عالم میں ڈنکا بجایا۔ دنیا کو
قہر نہایت سے نکالا۔ ذرائع معاش سکھائے۔ وقت کی قدر بتائی۔ ہمدردی اور رحم کا سبق دیا۔ دنیا کے اخلاق اور تمدن کو
سدا ہمارا علوم و فنون کی اشاعت کی تجارت کے گر سکھائے صنعت و حرفت کی بنیاد رکھی۔ غرضیکہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ
کام کر دکھائے۔ کہ دنیا و جہان کے افراد حیران و ششدر رہ گئے۔ اسلامی حکومتیں قائم کیں۔ بحروں کی مساحت کی اور اطراف
واکناف عالم میں اپنا سکہ بٹھایا۔

دشتِ فودشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے سم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دئے گھوڑے سم نے

مگر ایک نکتہ زبانی نے ایسا پٹا کھلایا کہ ہم ان تمام محاسن و فضائل سے خالی رہ گئے۔ آخر کیوں؟ اس کی وجہ میرے خیال میں
بین بھڑاں اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ کہ ہم نے قرآن مجید و احادیث نبوی صلعم اور ائمہ دین کا اتباع ترک کر دیا۔ جو ہماری دینی و دنیوی ترقی
کے بہترین دستوِ اعلیٰ ہیں۔ اور جن پر عمل سیر ہونا ہمارا فرضِ اولین ہے۔ انہوں نے اس قانونِ الہی کو پس پشت ڈالا اور اسی پشت
اعمال کی وجہ سے ہم بے دست و پا ہو گئے۔ سچ ہے "از کافاتِ عمل غافل مشو"۔

آپ کب تک اس قہر نہایت میں پڑے رہیں گے۔ دیکھو غیر اقوامِ راہِ ترقی میں کس طرح کاغذِ نیاں ہیں اور منزلِ مقصود پر پہنچنے کیلئے
کس قدر سعی و محنت میں لا رہے ہیں۔ اور آپ کو ہر موقع نچا دکھانے میں کوشاں ہیں اور آپ میں کتنا غفلت میں پڑے ہوئے ہیں
اور کر دہ بننے کا نام نہیں لیتے۔ اپنے خیر مسلمانوں! اگر یہی حال رہا تو سن لو اور خوب سمجھ لو کہ زمانہ میں صدائے جرس بلند ہو رہی ہے،
جو بڑھیکا حوصلہ اس کا بڑھایا جائے گا

جو گرے گا اپنے درجہ سے گریا جائے گا

اپنی ہستی سے غافل رہنے والا گاہِ روبرو خدا کی تائید میں نہ رہا ہے ہی ہے مٹی از مٹی نامہ ہمارا ہی چرچا تھا۔ نہ ماری طوط و
جبروت کے آگے جہاں کا پ اٹھے تھے۔ خیالِ اتمہ اور خیر جہاں کے لقب سے ہمیں یار کئے جاتے تھے اور ہمیں تھے جنکے طفیل
علوم و فنون تجارت و صنعت نے سطحِ ارض پر اپنے لوانی پرچم بلند کئے۔ مگر آج ہمیں ہو کہ کس مہر سی کی حالت میں کراہ رہے ہو خدا کے

واسطے بیدار ہو جاؤ غور سے سنو۔ تو زمانہ زبان حال سے پکار رہا ہے

کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم۔ ابھی جا گئے تھے ابھی سو گئے تم

مگر ادھر یہ حالت ہے

نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی پڑے سوتے ہیں بے خبر اہل کشتی

افسوس کا مقام ہے کہ جہاں انبیاء و ائمہ ترقی میں فرنگوں روز کل چکے ہیں۔ وہاں آپ بصد شکل ایک باشت مسافرت بھیٹے نہیں کر سکتے۔ زندگی جس قوم کی زندگی بدو اس طرح۔ وہ کیسی قوم دنیا میں مبتلاؤں کی طرح۔

اگر آپ کے زوال کی یہی حالت ہی تو خدا حافظ۔ اور اگر آپ اسی پتی کی طرف مائل رہے۔ تو خبردار ایک دن ٹہر گیا۔ جب تمہارا کوئی نام نہ نہر گیا۔ دیکھو زمانہ لگا لگا کر رہا ہے

کون سا پستی کا درجہ اب ہمارا ہے کون سا پستی سے کہیں تحت الشریعہ اسکے بعد

اٹھو۔ کمر بستہ باز ہو اور دیکھو دنیا میں کیا ہو۔ ہمارے تم گھر کی چادر دیواری کو کوئیں کے نیند کی طرح دنیا کی وسعت سے بے خبر پڑے ہو۔ اٹھو اور اپنی حالت سنو ان کے لئے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ بقول شاعر

اٹھ کھڑا ہو کام کر زقار دنیا دیکھ کر کت ملکت کام دگی زندگی مستعار

برادران ملت ذرا ہوش میں آؤ۔ اسلاف کے نام زندہ رکھنے کے لئے اور اخلاف کی خاطر شعل ہدایت بننے کے لئے تیار ہو جاؤ ورنہ

ہے تمہاری اب تمہارے ہاتھ موت اور زندگی

ہو نہیں اپنے مسیحا اور نہیں ہو جاں ستاں

معزز ناظرین! اگر آپ قرآن پاک و احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقوال ائمہ دین عظیمہ کے گرد گے تو منازل ترقی طے کرنے میں کامیابی و کامرانی تمہارے قدم و مہمیت لزوم چوگی۔ اور دین و دنیا میں فلاح حاصل کرو گے وگرنہ بحرامیہ کے ساحل پر تیرا کشتی کا پہنچنا از بس ناممکن ہے ع بر رسولان بلانغ باشد و بس

حساب کتاب

جن اصحاب کی میعاد خریداری کے نام و نمبر ذیل میں درج ہیں انکی مدت خریداری اس پر ختم ہو گئی ہے ایسے حضرات براہ کرم آئندہ کے لئے اپنا زرخیزہ بذریعہ پی پی آر آر اسال فرمائیں اگر خدا نخواستہ کسی عیوب کی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ کارڈ دفتر شمس الاسلام کو مطلع فرمائیں۔ ورنہ خاموشی کی صورت میں ماہ دسمبر کا پرچہ بذریعہ پی پی آر اسال ہو گا۔ ذیل کے تمام جن فی سحر شمس الاسلام

(۱) جناب محمد حسن صاحب پور ۶۴۷	(۲) جناب سید میر احمد صاحب کیل پور ۱۱۵۹	(۳) جناب زاد محمد خان صاحب ملک ۱۱۴۵
(۴) جناب غلام غنی صاحب کبک ۱۱۴۹	(۵) جناب فطیمہ صاحبہ خانم صاحبہ جہان پور ۵۰۲	(۶) جناب غلام غنی صاحب کبک ۱۱۴۹
(۷) جناب غلام غنی صاحب کبک ۱۱۴۹	(۸) جناب غلام غنی صاحب کبک ۱۱۴۹	(۹) جناب غلام غنی صاحب کبک ۱۱۴۹
(۱۰) جناب غلام غنی صاحب کبک ۱۱۴۹	(۱۱) جناب غلام غنی صاحب کبک ۱۱۴۹	(۱۲) جناب غلام غنی صاحب کبک ۱۱۴۹

معراج النبی ﷺ

(از قریشی غلام احمد رضا سلیم ایچ۔ پی پٹو داؤخان)

بند اول

مخلوق سے خالق کا رشتہ صدیق تک وقف نما
مضرب و ربانج خوش رہے نظر بے غور و ماز نما
اک لغز معن اقرب تھا وہ بھی بے کیف گداز نما
ازمان حرم الفت میں محروم راز و نیاز نما
خود خالق ایک معصی جو حل ہونا ناممکن تھا
مخلوق کا عقل ناقص اس کاوش میں جنون طراز نما
اک صوت الست جو کبہ پر فالوالبی کہ بیٹھا تھا
آگاہ حقیقت ہونے کا اک عسر ہی انداز نما
بنیاب نگاہوں سے چھکے روے میں شاندار نما
اوجن حقیقی کا طالب مجبور پر پرواز نما
یہ ضبط ازل مجبور و انشا و پروا معراج کی شب
جلو و گھبراہٹ ہو معراج کی شب آج کی شب

بند دوم

خادم کی جبین آقا کے قدم سبحان اللہ سبحان اللہ
نہ بے کوٹے یہ شان و شہم سبحان اللہ سبحان اللہ
اک امی بکیر انسان کو ملبوس رسالت پہنا کر
اللہ نے بلایا کر کے کرم سبحان اللہ سبحان اللہ
وہ تمہارے تھے عدو سارح کو کاہن جب کو
راصل تھا شاہ عرب و عجم سبحان اللہ سبحان اللہ

قاب تو سیناں اوادنی یا اس سے کتر فرق رہا
ان کات خدا اک شاہ اتم سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ وصل خدا کو..... تھا اس واسطے اپنے پاس کھا
پہلو میں..... سبحان اللہ سبحان اللہ
سب سئل ناز اٹھاتے تھے محمود علی آج کی شب
دنیا پر ختم نبوت کا یہ راز کھلا معراج کی شب

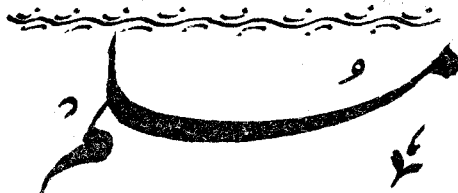
بند سوم

یہ کب ممکن ہو عاشق سے مشوق ہو بھیجھا ڈالے
محبوب کو سامنے بٹھا کر بھیدوں کے بحر بہا ڈالے
خیات و عیون و قصور میں سب کھو لے دکھا ڈالے
جو گنج خدا کے مخفی تھے سرکے حجاب اٹھا ڈالے
آدم سے لیکر اس دم تک خلق بھی نبی و مرسل تھے
ہر اک کو بلا کر تعظیما احمد سے اصد نے ملا ڈالے
ہر ایک بلا میں لیتا تھا سر ایک دے عین دنیا تھا
اور ان میں کھڑے تھے رسول امیں لعین کی بین ڈالے
یہ نظر حایت ستاروں نے شاید اس را کو دیکھا تھا
اس برکت سے ہی حشر تک جھانپ رہیں جہاں چننا ڈالے
جو کچھ نہ کسی نے دیکھا تھا دیکھا وہی آج کی شب
اللہ غنی کیا لئے ہیں رحمت کے خزینے آج کی شب

بند چہارم

توصیف نبی اور میری زبان اتنی مجھ کو توفیق کہاں
جس سے عاجز ہیں جن ملک جس سے منور و سراسر اجہاں
عالم کے ظلال کی دوات بنے اور کلاک نام نہاں بنے
پھر بھی ہے یقیناً نامکن تعریف رسول امین زماں
وہ جس کی نوید زبور میں ہے اور جس کی شقاوت میں ہے
انجیل شہادت ہے جس کی اور جہ پے نازل ہوا قرآن

وہ جس کو اپنے بیگانے محبوب خدا برحق جہاں میں
وہ جس کو عدد کی زبان بھی کہنے نیا کا کامل تر انسان
وہ جس کی فرقت میں نالے کرتا ہر سلیبہ خیر شب کو
جس کے شہد اس میں شمس و قمر جبریں مقنون زمین و زماں
وہ جس کے تزلزلے کا تپ نہیں قوال مرے مگر احلی شب
وہ جس کے مناوے ہیں ہم آج کل دن اور احلی شب
(حق کا پانی رائے محفوظ)



مختار سلطان عبدالہادی پوری فسیح صاحب دہلی

نور منزل سے تعلیم کی ابھی دور ہے مسلم غفلت کی نئے تلخ سے مخمور ہے مسلم

پابستہ ہے زندانی ہے مجبور ہے مسلم

تقدیر بھی دشمن ہے زمانہ بھی ہے دشمن اغیار تو اغیار ہیں اپنے بھی ہیں سہن

آفات جگر سوز میں محصور ہے مسلم

اسلاف کی غفلت کا بون پر ہے فسانہ مشکل ہے اسے پھر بھی قدم آگے بڑھانا

پابند تغافل بھی کر بخور ہے مسلم

بیگانوں کی نظروں میں خود اس کا سر کاٹنا ہر طرف سے طوفان حوادث ہے ہویا

پروردہ آلام ہے مقصور ہے مسلم

برپا ہے جہاں والوں میں نہ گامہ محشر رہ رہ کے چمکتے ہیں اٹھے ہوئے خنجر

سویا ہوا اس پہ بھی بدستور ہے مسلم

بدلی ہوئی پھر ہے رفتار زمانے کی ہر قوم ہے پھر گامزن راہ ترقی

میں خانہ عشرت میں مگر چور ہے مسلم

ایم۔ ایس۔ عبدالعزیز صاحب دہلی

مزارِ قادریانی کا پاول و کشتیوں میں

مولو حبیب اللہ صاحبِ خزانہ نصابی تحفہ

کشتی نمبر ۱

کتاب سیرت المہدی حصہ دوم مطبوعہ
دسمبر ۱۹۲۷ء اسلامیہ پریس لاہور کے صاحب پر ہے
”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب
نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے مجھے
ایک غدی کی تلاش کے لئے اپنے پرانے بٹنے دیکھنے کیلئے دئے
وہ کاغذ تو نہ ملا لیکن اس سبتہ میں مجھے اللہ ملاو اہل کے
پرانے خطوط دستیاب ہوئے جو اس نے طالب علمی کے
زمانہ میں حضرت صاحب کے نام دینی مسائل کی دریافت کے
متعلق لکھے تھے.....

نیز:- ایک سبتہ میں مجھے ایک پرچہ ملا جس پر خطوں
کا اپنا و تخطی یہ مضمون لکھا ہوا تھا کہ:-

”الذین یؤمنون بما نزل الیک و ما نزل من
قبلک و بالآخرۃ ہم فوقون“ سے یہ مراد ہے کہ جو لوگ
اس وحی پر ایمان لائے ہیں جو تجھ پر نازل کی گئی ہے۔ اور اس
وحی پر جو تجھ سے پہلے نازل ہوئی ہے، اور اس وحی پر
بھی یقین رکھتے ہیں جو آخری زمانہ میں مسیح موعود پر نازل
ہوگی“

اجلہ الحکم قادیان - جلد ۸ - نمبر ۲۲ و ۲۵ - موزنہ
۱۰ ابرو، اکتوبر ۱۹۲۷ء کے صفحہ ۷۰ کے کالم نمبر ۳ میں ہے
”والذین یؤمنون بما نزل الیک و ما نزل
من قبلک“ (ترجمہ) طالب نجات وہ جو حاتم اپنی
پیغمبر آخر الزمان پر جو کچھ آگیا ہے۔ اس پر ایمان لائے
اور اس پیغمبر سے پہلے جو کتابیں اور صحیفے سابقہ انبیاء
اور رسولوں پر نازل ہوئے۔ ان کو بھی مانے۔ و بالآخرۃ
ہم فوقون“ اور طالب نجات وہ ہے جو کچھ
آئے دانی گھڑی یعنی قیامت پر یقین رکھے۔ اور جزائرا
مانتا ہو“

جن خریداران کے چندہ کی میعاد اس سال کی ختم ہو رہی ہے۔ براہ کرم اپنا چندہ بذریعہ آڈر ارسال فرمادیں
دی پی میں ۲۲ زائد خرچ ہوتے ہیں۔ منیب

بنگش اور کلب شیعہ کی ملاقات

{از خان زادہ غلام احمد خان صاحب بنگش}

بنگش۔ کلب علی، کلب عباس، کلب حسین، کلب رضا۔ آپ چاروں کی تشریف آوری سے میرے تصور کے بنا پر چار پاری جھنڈا نصب کرنے سے مجھے دل خوشی ہوئی۔ امید ہے کہ آپ قرآن مقدس کے متعلق یہ ملاحظہ تبادلہ خیالات کر کے اپنے فقرے سے اس حسیب الزام کو جو کیا خراب پر ایمان نہ رکھے گا ان پر عار کیا جا رہا ہے رفع کے خلق خدا کے لئے موجب رحمت ثابت ہو سکے۔

کلب علی۔ اس وقت آپ کی کیا حالت ہوگی جب آئندہ ملاقات پر کلب حسین کو بھی اپنے ہمراہ لاکر سختی جھڑاقتصر بنگش پر گاڑ کر حیدری کے خدائی پنجے سے اس کی سمیت اور دبدبہ کو دو بالا کرینگے رک دست دست او بود وے خداش می کند»

بنگش۔ واقعی ہم نے بھی سنا ہے کہ شریعت عزرائی محمدی کی تکمیل و تکمیل و سنت خلفائے راشدین الامجدین من بعدی کے ارشاد نبوی کے مطابق خلافت چلیا رکھا ہے۔ پس ان کا انکار نہ صرف کفر لغت بلکہ تجرہ کفر کوگی (آں تختین کجملہ جہاں زیر بار او) الحق محمد است و درگر چار یار او

کلب علی۔ میں چہ میگویم و ظہور میں چہ میگوید ایران میں قدیم الایام سے یہ قاعدہ چلا آ رہا ہے کہ جب کسی جان بچان کرنی ہو تو شہادت کی انگلی کو پہلے پیڑھا چھریا کر کے اشارت سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا سنی ہے یا کاشیہ لہذا امانا پڑتا ہے کہ آپ کے پیڑھے جواب وہ حق بجانب ہیں۔

بنگش۔ اب تو آپ خوش رہیئے۔ اور درتہ الواغظین لکھنویں سپانغاں کر کے اس کو بقعر نور بنا دیجئے۔ کہ اعلیٰ حضرت رضا شاہ پہلوی نے سمرقند ایران کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک لیلیا ہا کر دیا۔ کہ کسی پیڑھے کا نام و نشان بھی نہیں چھوڑا (انکہ خدو است شہ بنے ندید، ایدہ اللہ بنجر حبید) الحمد للہ کہ ایک سندی رئیس کے تفضیلی خفی بن جانے سے خدائے قادر و جبار نے ایک اور زبردست ہستی کو اپنے دین کی خدمت کے لئے منتخب کر کے رضا شاہ پہلوی کی صورت میں نمودار فرمایا۔ بنگش ازلاٹ الاکامہ ندا ولھا ابین الناس) خدایا سچا اور ان کا کلام سچا۔۔۔۔۔

کلب رضا۔ براہ مہربانی آپ اس سیاسی سوال وجواب کو چھوڑ کر مذہبی مذاکرہ کو پس پشت نہ ڈالئے جو عین مدعا ہے۔

بنگش۔ کیا آپ سیاست کو مذہب سے جدا سمجھتے ہیں حالانکہ اسلام کی بقا اور قیام سیاست ہی کے اجزائے ضروریہ ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اپنے دعویٰ کے اثبات میں چند آیات بھی پیش کروں۔ ہاں اگر سیاست حیدری اس وقت موجود ہوتی تو افضلہ

ہندوستان کے رفض کو زندہ عوالا آتش کے کفر اور تعلیمات سے ہندوستان کی سرزمین کو پاک فرماتے۔

کلب عباس۔ یہ کیا نیا شاگوفہ شیعہ فدا یان علی اور پھر سی کے ہاتھوں آگ کا ایندھن بن جانا..... ۵۰۰۰۰۰۰۰
بنگش۔ کیا آپ سے وہ واقعہ پوشیدہ ہے جبکہ آپ کے شیعوں کو فیمین حاضر دربار ہو کر باوازلین لپکارا (اللہ علیہم
یا کرہنا) کافی قصاب الروضہ ضیا۔ کہ اے ہمارے رب تم پر چار اسلام ہو جس کے جواب میں خلیفہ چہارم نے ان سب کو
زندہ حلاکتہ النار والسر کر دیا۔

کلب علی۔ تو پھر سارے ساتھ کیوں فریاد زلت آفرین سلوک طبر ہو سکتا ہے۔
بنگش۔ کیا آپ لوگوں کا کفران سے کم ہے۔ دیکھو آپ کیا یک ہے ہیں رحبان کا قائم کرنی والا۔ فرشتوں کے مقابلہ
پر آدم کو تعظیم دینے والا۔ نوح نبی کو طوفان۔ ابراہیم خلیل اللہ کو آگ۔ موسیٰ کلیم اللہ کو دریا سے بچانے والا۔ الخضر ہر آفت ہر بلا
میں پہنچنے والا۔ مشکلات رات دن پکار رہے ہیں۔ بلکہ قائم مخلوق کا روزی رسان جیم و رحمان ثابت کر رہے ہیں۔ اس سے
بڑھ کر کفر کیا ہو گا۔.....

کلب رضا۔ آپ ان متفرق تجویزوں کو چھوڑ دیجئے جبکہ لئے فرقت میں ان کھلاڑی ہے۔ اگلی ملاقات پر کلب حسن
بھی تشریف لائینگے جو غالباً اڈیٹر صاحب نے تحف سیالکوٹ کیساتھ شہرہ کر کے وہاں سے ملک الہا کٹر صنف رسالہ
قہر خابر دشمنان اعباء سے کچھ سبق حاصل کر کے بعد سالہ مذکورہ اگلے موقع پر حاضر ہو گئے۔ اب تو مجھے دیکھ گشتہ اپنا وہ
دوسرا قبیلہ جو علی بصورت اجملی کے ساتھ موم ہے سا کہ تیرن کلاب رضا کو مخطوطا و خوش وقت فرما دیجئے۔
بنگش بہت اچھا نانا ہوں گوش ہوش سے سنئے.....

علی بصورت سیلی

۱	کبر مناشی منعم	۱	چنین استی چرا بے غم	بچش یک جبرہ زمرم
۲	شدقتن تا ترا شاید	۲	ہیمن راہ بکشايد	شود دو دیدہ ات پر غم
۳	چو یک بندہ بخواندش	۳	بیا خود بی بماندش	ہر صوبے کیے عالم
۴	آں روز دقارش کن	۴	بلوح دل نگارش کن	چدید آں سید اکرم
۵	و آں یکسیر برگ انگیز	۵	و آں ابروئے نہشت یز	و آں تیغ قضا ہر دم
۶	و آں نور ید صیا	۶	و آں ضرب فلک فرما	و آں زہر نما پر حیم
۷	آں حثت آں عظمت	۷	آں دست قدر قدرت	آں زمین از ہر علم
۸	چہا دیدہ زنا کامی	۸	آں شیر و فرغامی	چاں شاہنشہ ضعیفم

چہ شد آن سروری اورا ۹ عروج حیدری اورا ۹ بیزان ہسری اورا ۹ فنا شد جنگلی یک دم
امیر خونینش میں ۱۰ بیکار صفینش میں ۱۰ برآں قتل خونینش میں ۱۰ بجالش شہون و ماتم
خیال شد در صفیں عاجز ۱۱ نیک فتنہ شد فائز ۱۱ چرا تر مات ناجائز ۱۱ زندش رافضی سپیم
نکہ بر فرق خونینش ۱۲ و آن چشم جہاں نش ۱۲ قتاد از دیدن و نیش ۱۲ چو ہم نوع بنی آدم
تاسف بر چہاں حالش ۱۳ بغزل و قتل و پالاش ۱۳ چہا گفہ بدنالاش ۱۳ چہا گویند تا اس دم
چہ شد اس شیعہ اش را ۱۴ بنہ رشانش را ۱۴ کشیدہ لامکانش را ۱۴ نمودہ با خدا منضم
نکر ما آستینی را ۱۵ تشکک آفرینی را ۱۵ یکے فسر دزمینی را ۱۵ خدائش خواندگی مہبسم
بلے از متقیں بودہ ۱۶ دگر ما ہم چنین بودہ ۱۶ یکے از مومنین بودہ ۱۶ ولانک اشرف واقدم
ز احمد نور ایمانش ۱۷ شدہ روشن بدو اش ۱۷ و گمرہ بانیا گانش ۱۷ شدہ اندھنم صنم
ترا اے زبدہ باری ۱۸ نمودہ از شرر باری ۱۸ خیال از کید و مکاری ۱۸ گروہ جاحد اعظم
کہ نے جانی نہ انسانی ۱۹ نہ نورانی نہ ظلمانی ۱۹ ولے برخت ربانی ۱۹ ردیف خالق اعظم
خدا میداند و داند ۲۰ کہ بر خیر و شر سرمد ۲۰ علی یک ذرہ نتواند ۲۰ کہ افروزش کند یا کم
عنایات خداوندی ۲۱ کہ اس را نیت پابندی ۲۱ کہ خواہد بروندی ۲۱ چنینش میکند ملہم
چو باشد احق در کشن ۲۲ این با احمد جنگش ۲۲ نیاید حرف در گوشش ۲۲ شود در جہل مستحکم

نمبر واراد و ترجمہ غرض سہولت عامہ

(۱) شیوخ اور بیک شریعت اور داریت سے پاک شیعہ باوجودیکہ خدائے تعالیٰ نے رولقد کرہنا بخی اذقمہ کے
بزرگوں اور خطاب سے شرف کر کے عقل و تین شوش و ادراک عطا کر کے جملہ حیوانات سے ہم کو مینر فرمایا ہے کچھ بھی اس قدر غیر مال
اندیشیوں بن گیا ہے آؤ در اٹھو ٹی دیو کے سے ہدایت کے آب زمزم سے ایک گھونٹ پی جا۔

(۲) اور گوش و شوش سے سنا جا شاید بادی مطلق ہم برحق کار استہ کھو لکرتا سافت اور زمزم دل بند رہے۔

(۳) بدیں مراد کہ آپ مولا علی کو عام انسانوں کی طرح ہر ایک امن میں مشترک سمجھ کر غیر معمولی طاقتوں کا مالک نہ سمجھیں اور ظہر العجاہ
کے جہل کو صحیح سمجھ کر خدائے بیچون و بیچگون کا نمونہ نہ بنائیں آؤ بتائے دنیا ہوں کہ اطراف عالم میں ایسے سہرا رہا بندے خدا کے موجود ہیں پس
لا یعنی نور لغویں سے کیا حاصل۔

(۴) باوجود اس قوت اور قدرت کے جس پر رقت پروردگار نام کھا گیا ہے۔ اور اس زود افکار کے جس سے ہمارے جھوٹے عقیدے
کے مطابق جبریل کے پر کاٹے گئے تھے۔ پھر بھی میں جو کچھ کہتا ہوں اس کو یاد رکھ کہ ساتھ اس لا محدود قدرت اور لامتناہی طاقت کے

آنحضرت سے کچھ نہ ہو سکا۔

رہا آپ اپنی کتابوں کو سامنے رکھ کر ان کے حسب ذیل اوصاف پر ایک نظر ڈال کر آخر کار اس کے نتیجے کو بھی نہ دیکھو۔ وہ قیامت خیز نابزد۔ اور وہ حیدری تکیہ مرگ کا نمونہ اور وہ ڈراونی و ہشت بنانے والی اور وہ ذوالفقار اجل بابرگ لائے والی اور وہ برق جیسی تنع۔ وہ یدِ نبیانی مولوی کا نمونہ ید اللہ۔ اور وہ آسمان کو بھی ریزہ ریزہ کرنے والا ضربِ حیدری۔ اور وہ زہرہ ستارے سے بھی بڑھ کر شان کا مالک۔

(۷) اس دبدبہ اور بڑبھائی اور اس کروفر کی بے انتہا اونچائی۔ اس ید اللہ شانِ خدائی اور سب سے زیادہ عقلِ علم کی خوشنوائی (۸) اس شیریں اور اسدِ الہی اور قوتِ ناقہ نہا ہی کے باوجود اس شانِ شاہ جہاں پناہ شیر خدانے آخر کار میدانِ کوفہ میں پانچ سال اتوارِ جنگ کو جاری رکھتے ہوئے اپنے مقصد میں کیسے ناکام رہے۔

(۹) مظننہ صفدری و دبدبہ حیدری وہ خدا کے ساتھ برابری کہاں گئی۔ کوئی بھی کام نہ آئی۔ ساری کی ساری یکدم معدوم اور فنا ہو گئی۔ کیونکہ انسان ہی تھا اور فطرانِ غلبہ کے سامنے دنیا پر از غالب علی کل غالب کا خطاب جو حفظِ خدا کے شایانِ شان ہے، بار لوگوں کی خود ساختہ گپ تھی۔ ورنہ شام کے بارزین کو فتنہ نک پنچک امیر خیر گبر کے پڑوس میں انبانام گاؤں کو ناخت و ناراج کمرے (ملاحظہ ہو حلیۃ المتقین مجلسی ص ۳۹۱)

(۱۰) رافضہ کے امیر المؤمنین کو دیکھو اور اس کے جنگ و جدل کو مفامِ صغین پر بھی دیکھو۔ اور آخر کار اس کے المناک قتل پر لفظِ ڈال جو درحقیقت غم اور ماتم کے لائق ہے۔

(۱۱) خدا راضیوں کو اس سے بھی ہجرت حاصل نہیں ہوتی کہ ان کی محیر العقول سستی کی نسبت فخریہ گارہے ہیں۔

شاہِ مرداں شیر نیرزاں قوت پروردگار لاقتلا الاعلیٰ لاسیف الاذوالفقار

صغین کی لڑائیوں میں ایسے ناکام رہے کہ ایک حملہ میں بھی فتح حاصل نہ کر سکے۔ نہ ذوالفقار کام آیا نہ حیدری لٹکا آخر قریبے سرو پا تعریفیں اور جیالات و گداز سے کیا حاصل۔

(۱۲) ذرا اس امر پر توجہ تو کرنا چاہیے کہ جب آنحضرت اپنے ہی بانی عبد الرحمن نام شیعہ کے ہاتھوں اس کے ایک ہی وار سرد گر کر جامِ شہادت پیتے ہوئے عام انسانوں کی طرح بے حس و حرکت سپردِ خاک کئے گئے۔

(۱۳) ایسے افسوسناک حالات کے باوجود حکومت سے برطرف کر کے ہر طرح سے برباد بلکہ قتل بھی کئے گئے ملاحظہ ہو مجالس المؤمنین شہید ثالث چچا پیر ایران ص ۳۔ علی راخذول و مقہور و از منصب خلافت معزول و دور ساختہ

(فحشے) تافضی صاحب ید نور اللہ شہر سی آل علی کے من رجا الفاظ کا ترجمہ بھی ذرا غور سے سنئے۔ معذول یعنی شہزادہ و بے بہرہ مقہور زیر دست بے دست و پا معزول حکومت سے برطرف کیا گیا۔ دور باز کاٹھا۔ انصاف سے کہنا چاہیے کہ کسی خارجی دشمن اہل بیت علی کے الفاظ اور اس میں کیا فرق ہے) ہر حال شیعوں کی فوق العادہ داستانیں سب کے سب خیالی

و حکو سہلے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بحوالہ شو تری مذکور اگر کچھ شتمہ ظاہر کیا گیا۔

(۱۴) آپس ان شیعوں کو کیا ہوا ہے کہ آنحضرت کے واقعات زندگی سے چشم پوشی کرتے ہوئے ایسے کمزور انسانا کو خدائی رتبے پہنچاتے ہیں
(۱۵) مسلمانوں ان آرائشیں حیب میں چھپے ہوئے سانپوں سے اپنے بال بچوں کو بچاؤ یہ اپنے خفیہ نرم نرم باتوں میں خجلانے لایزال
پادریوں سے بد جہاڑ ہکلا سلام کے لئے مضرا و نقصان رسان ہیں دیکھ اول آل رسول راماد رسول کا واسطہ دیکر
رفقہ رقتہ ان صفات کا مصدر بن رہے ہیں جن سے شان خدائی ٹپک رہی ہو۔ اسلام میں رہنا منظور ہو۔ تو شیعوں سے
بچو اور دشمن دین سمجھ کر بائیں بھی نہ آنے دو اور اپنے اہل و عیال کو امام باڑوں سے اس طرح بچائے رکھو۔ جیسا کہ دھرم سال۔ اور
(۱۶) بے شک علیؑ ایک بزرگوار و صاحب فضائل انسان تھے۔ ایک مومن تھے۔ مگر سردار و متقی۔

(۱۷) اس پر بھی یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیے۔ کہ اگر رسول خداؐ پر ایمان لانے میں تامل کے ٹال دیتے۔ تو بلا شک شبہ ان کی
بھی نجات نہ ہوتی۔

۱۸۔ اے خدا کے نیک بندے تمہارے دعویدار ان محبت خدا اور اتحاد کی خچکاریوں سے ایوان دین و ایمان میں آگ
لگانے والے آپ کو کیسے عجوبہ روزگار صورت سے پیش کرے ہیں کہ تو آپ کو خبات میں شمار کیا جاسکتا ہے نہ انسانوں
میں نہ فرشتوں میں اور نہ بھوتوں میں۔ ہاں البتہ خدائی کے تخت پر بٹھا کر خدائے قادر و توانا کے ہمسرو ہم پلہ آپ کو بنا گئے ہیں
جیسا ایک گھوڑے پر دو سوار ایک آگے اور دوسرا پیچھے۔ اسی طرح سے خدا آگے اور آپ اس کے پیچھے لگ جھگا
(۱۹) خدا جاتا اور اچھی طرح سے جانتا ہے کہ حضرت علیؑ کو نعم اور خوش نیکی اور برتری میں ایک ذرہ برابر بھی دخل اور اختیار نہیں ہے
شیعوں میں کہ آنجناب کو ارگوں کی قسمت کا مالک نہ اس دنیا بلکہ اس جہان کا بھی قرار دے گئے ہیں جو ریاضت کلاشا حیدر حیدر
کے جاملانہ نغروں میں پوشیدہ ہے۔

(۲۱) وہ خدا ہی رحمت اور ربوبیت کا کوئی ٹھکانا نہیں اسی کے انصافے باطنی اور الہامات نہانی سے رافضہ کے مشرکانہ
تعلیمی پردوں کو چھڑا کر دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر کے سلک مرور اید کی طرح موجودہ نظم کی صورت کا مایاب و چکا
(۲۲) ہاں بلا شک و شبہ جو احمق اور خدائی تعلیمات سے بھی کسر ہیں۔ ان سے سوائے اس کے اور کیا توقع ہو سکتی ہے
کہ چنان روشن بیان اور بین دلیلوں کو کوئی توجہ نہ دینگے۔ بلکہ اس کے سنے سے بڑھکر گراہ اور طرغندی بن جائینگے خدا سچا
اور اس کا کلام سچا رافما الذین فخر لوجہ رض فخر و تھیر رجما الی (جس جہم و ما تو وہ کافرون) یعنی جن کے
دلوں میں نفاق کی پلیدی ہوتی ہے قرآن کریم کو ان پر لازم کرینگے نفاق کی پلیدی ان سے زائل نہیں ہوتی بلکہ ان کے مرض نفاق
میں اور ترقی ہو جاتی ہے۔ لہذا راقم آثم غلام احمد خان سنگش کا یہ دعویٰ تو ہرگز نہیں کہ میرے عقلی و قلبی دلائل سے شیعہ
روا صلح ہونگے۔ بلکہ میں تو اس فرض کو ادا کر رہا ہوں جو خدا و رسول کی جانب سے امت محمدی کے ہر ایک فرد پر لازم کیا گیا ہے
بشرطیکہ اس کو قوت گویائی قیام ازل نے عطا کر دی ہو۔ اے کریم و افضل العظیم اہل الصراط المستقیم

شیعوں کی فلاح النجاة

بلسلہ اشاعت ماہ اگست ۱۹۷۷ء

از مولانا حکیم قطب الدین رحمت خاں جھنگوی

صد پر لکھتے ہیں المقدّمۃ فی بحث لفظ الشیعۃ ومصدر اقلہ، اس مقدمہ میں ثبوت کیا ہے کہ لفظ شیعہ کا قیام و اطلاق کوئی نئی اصطلاح نہیں اکابر امت اور اعظم دین نے اس لفظ کا اطلاق اکابر امت اور اعظم دین انصار اور مہاجرین تابعین اور تبع تابعین اور دیگر جلیل القدر و عظیم الشان جہتوں پر کیا ہے اور اس بحث کو اتنا ناز و کھینچا ہے کہ شیطان کی آست سے بھی بڑھا دیا ہے۔ اور جو کچھ بھی لکھا ہے فضول ہی لکھا ہے اور یہ صرف یہی نہیں کہ بالکل مترجم کتاب مولوی امیر الدین نے بھی کتاب کے حصہ ۳ پر اسی طرح کہا ہے مترجم حد کا حاشیہ ۳ پر لکھتے ہوئے فرماتے ہیں بحث لفظ شیعہ کی اصل علم کی نگاہوں میں محض تسوید اوراق اور توضیح اوقات معلوم ہوگی۔ کیونکہ اس پر نہ کوئی مدعا ہے اور نہ اس میں حقیقت کوئی جھجکا ہے۔ مگر چونکہ اس علاقہ کے بعض بٹ ملا کہتے ہیں کہ یہ لفظ ہمیشہ برے لوگوں پر بولا جاتا ہے اس لئے ہم نے اس بحث کو چھڑا دیا ورنہ جیسے لفظ برے لوگوں پر بولا جاتا ہے اچھے لوگوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ انتہی۔ اور اسی حاشیہ میں حد ۱۲ کی پہلی اور دوسری سطر پر ایک کلیہ باندھتے ہیں لکھتے ہیں، اگر لفظ شیعہ خباب محمد اور آل محمد کی طرف مضاف ہو تو ممدوح اور ثواب ہے۔ اور اگر ائمہ ضلالت کی طرف مضاف ہو تو مخطوب اور متوجع اب ہے انتہی۔ مترجم صاحب کی لیاقت یہاں بھی آپ سے باہر ہو گئی ہے۔ کلیہ کی عبارت میں مضاف متناہی مذاب کی تک نہ ہی کو ملحوظ رکھا ہے اور یہ نہیں سوچا کہ لفظ شیعہ ہوائے غیر فقیار ہونے کی حیثیت سے نہ ممدوح و مثاب ہوتا ہے اور نہ مخطوب اور متوجع اب ہوتا ہے ان صفات سے اس لفظ کا مضاف متناہی ہوتا ہے نہ خود لفظ۔ یہ مترجم صاحب کی کم لگائی کا ثبوت ہے۔ اس قسم کی نعرہ کشی اور کئی ٹھوکریں ہیں مگر میں یہاں صرف دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں ایک کٹ ملاؤں کے قول کی توجیہ دوسرا مترجم کے کلیہ کی غلطی۔

سنتے: کٹ ملائے نہیں کہتے کہ لفظ شیعہ ہمیشہ اور ہر جگہ برے لوگوں پر بولا جاتا ہے یہ مترجم صاحب کی غلط فہمی جو یا سراسر کذب بیانی ہے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں یہ لفظ اکثر برے لوگوں پر بولا گیا ہے تو اتوں میں کافروں شرکوں ملیب دوں جہنموں پر بولا گیا ہے اور ایک آیت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر اور ایک آیت میں ایک اسرائیلی مجرم پر اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیر و اکو یا صرف قوی آدمی خیال کرو۔ کٹ ملاؤں اتنا ہی کہتے ہیں اور یہ اس لئے کہتے ہیں کہ نامعقول شیعہ ان آیتوں میں لفظ شیعہ کا معنی اپنا مذہب انسان لیتے ہیں اور انہوں کو تحریر کہتے ہیں کہ تمام پیغمبر طرز عمل میں جہل و غفلت میں مجرم جیسے شیعہ تھے رافضیوں کا مجہول طبقہ لفظ شیعہ کو صرف لفظی صدق و اطلاق پر نہیں محمول کرتا۔ اور نہ گروہ اور تالیف کے معنی میں

استعمال کرتا ہے اس لئے بقول معروف ”ایسے کوتیا، کٹ ملاؤں نے بھی ان کے ناک پر فیشی شن کا جو تیار کیا۔ اور کہا کہ اگر لفظ شیعہ کے قلم یعنی لیکر اپنا تفوق ثابت کرتے ہو تو پھر فرعون و مومن کے تباہ اور پیغمبروں کا تسخیر اٹانے والے کفار خدا کے مغضوب بندے شیطان کے رفقاء، مشرک اور دیگر شریر اور پلید لوگ بھی قرآن مجید سے تمہارے ہم مذہب ثابت ہوتے ہیں اور اگر لفظ شیعہ کا معنی طلاق گروہ اور مطلق تباہ دار لیا جائے۔ جیسا کہ لغت کی معتبر کتابوں میں موجود ہے۔ تو پھر کوئی غمخوار بنیں واقع ہوئی۔ اور نہ کوئی فساد لازم آتا ہے اور نہ کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے اور نہ کوئی جھگڑا پیدا ہوتا ہے علی القیاس اس صحیح معنی لینے کے بعد یہ لفظ سنی شیعہ دونوں کیلئے تفوق اور علی کا مادہ بھی نہیں رہتا۔ اور بقول مترجم مولوی امیر حسن صاحب ساری کی ساری کئی فضول اور لا ملا ٹائل رہ جاتی ہے مولف نے مفت کاغذ سیاہ کئے ہیں اور مفت اپنی عمر عزیز کا ایک حصہ تباہ کیا ہے اور بے سود بحث میں پڑ کر مفت ارباب بصیرت کی نگاہوں میں دلیل اور برہان ہوا ہے۔

باقی رہا ترجمہ کا کلیہ کہ لفظ شیعہ جب محمد اور آل محمد کی طرف مضاف ہو تو معروج اور متناہ ہوتا ہے یہ بھی غلط ہے شیعوں کی معتبر اور مستند کتاب خلاصۃ المصاب کے مصنف پر لکھا ہے کہ جناب حضرت سید الشہداء شہید کرام الامام حسین علیہ السلام نے میدان کربلا میں جنگ چھڑنے سے قبل اپنے ساتھیوں کو فرمایا تھا قد خذ لنا شیعتنا فمن احب منکم الانصاف فلینصف فی غیار حلیۃ منہم ترجمہ ہمارے شیعوں نے ہیں دلیل کیا ہے جسکی مرضی واپس جانے کی وجہ شک واپس چلا جائے۔ لفظ شیعہ تین مضاف الیہ آل محمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین اور مضاف لفظ شیعہ ہے جو عبارت ہے قائلین آل محمد اور قائلین رفقاء آل محمد سے تو یہاں لفظ شیعہ کا مصداق باوجود آل محمد کی طرف مضاف ہونے کے مغضوب اور مردود ہے۔

تو جناب امام حسین علیہ السلام کے اس قول پاک سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک مترجم کے کلیے کی غلطی۔ اور دوسری یہ بات ثابت ہوئی۔ کہ میدان کربلا میں جناب حضرت امام حسین علیہ السلام کو اور آپ کی اولاد امجاد کو اور آپ کے رفقاء و صحابہ کو بھوک اور پیاس سے بڑا بڑا کرب و قتال کرنے والے شیعہ ہیں اور یہ بات ہم سنی لوگ اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ خود جناب امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں رسول و دلیل کر نبیوں کے ہمارے شیعہ ہی ہیں۔ مگر پڑھو خلاصۃ المصاب کا لفظ اور جناب حضرت امام حسین علیہ السلام کا یہ ارشاد پاک اگر شیعوں کی کتابوں میں ہوتا تو شیعہ گزرنہ مانتے۔ اور بے سوچے سمجھے کہہ بیٹے کہ یہ نبیوں کا خود ساختہ قول ہے۔ مگر اب جبکہ شیعوں کی ایک معتبر کتاب میں یہ ارشاد موجود ہے۔ ان کو کسی حیلہ حالہ اور تاویل کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ہر قوم کی اصطلاحیں مختلف ہوتی ہیں اور اصطلاحات مخصوصہ میں کوئی اعتراض بھی نہیں ہوتا مثلاً مثلاً قول ”لا ملنا قشتہ فی الاصلح“ یعنی قوم کی اصطلاح مخصوص قابل اخذ و گرفت نہیں ہوتی بناءً علی سنی لوگوں نے لغوی معنی کو چھوڑ کر لفظ شیعہ کے معنی میں اپنی ایک الگ اصطلاح قائم کر لی ہوئی ہے سنی لوگ آجکل لفظ شیعہ کے سنی مطلق گروہ یا مطلق تباہ دار

باتا ہے اعلیٰ کرم اللہ وجہہ نہیں لینے ہیں لفظ کے لغوی اور عرفی معنی میں جو ان دونوں منہر وکالات میں سے کسی ایک لفظ شیعہ کے معنی کرتے ہیں بلکہ پھیلائے والا۔ کہتے ہیں لفظ شیعہ شیعہ سے مشتق ہے۔ اور اللہ کے قول اَنْ تَنْتَبِھُ الْفَاحِشَۃَ سے مانا جاتا ہے اس کے معنی میں بلکہ پھیلائے والا اور بے پرکی اڑنے والا یا شیعہ یعنی رافضی مراد لیتے ہیں اور یہ معنی تباہی و تاراج کے معنی میں ہے جو وہ زمانے کے شیعہ چونکہ اصحاب الرسول ازواج رسول نبات رسول خلفاء رسول ائصار رسول خدام رسول کو برا خیال اور سخت حسرت لکھتے ہیں۔ بلکہ کافر اور منکر اعتقاد کرتے ہیں۔ اور ان کو برس برس خطابات سے مخاطب کرتے ہیں۔ اور ان کو بیطرف ناگفتہ بعیوب کی نسبت کرتے ہیں اس لئے سنی ممالک میں یہ لوگ شیعہ ہی یعنی فساد پھیلائیے اور بلیدی بکھیر دیئے ہیں۔

اب متلاویہ لفظ ہے اس معنی کے لحاظ سے نیک لوگ پر لایا جائے یا بے لوگوں پر اطلاق کیا جائے۔ صاف ظاہر ہے کہ لفظ شیعہ اپنے اس معنی کے ساتھ بے بدترین لوگوں پر لایا جاسکتا ہے۔ نیک لوگوں پر اس لفظ کا اطلاق کرنا نیک لوگوں کو گالیاں دینا ہے اور جن نیک لوگوں نے اس لفظ کا اطلاق نیک لوگوں پر کیا ہے۔ ان لوگوں نے لفظ شیعہ کا اصطلاحی معنی نہیں لیا جو اصل متعلق ہے۔ بلکہ اس لفظ کا لغوی معنی قصد کیا ہے یا عرفی معنی۔ یعنی لفظ شیعہ کو مطلق گروہ یا گروہ خاص تاجداران اہل بیت میں استعمال کیا ہے۔

فرمائیے! اب آپ کا کیا اعتراض ہے اگر شیواہان اہل سنت والجماعت کو اس معنی کے اعتبار سے شیعہ کہا گیا ہو تو کوئی اعتراض نہیں۔ اور اگر یہ وہان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کہیں شیعہ کہا گیا ہو تو کوئی عیب نہیں۔ نیک لوگوں پر اس لفظ کا اطلاق آکھنے کی وجہ تو انہیں اگر اسی حیثیت سے موجودہ شیعوں پر بھی یہ لفظ اطلاق کیا جاتا ہے۔ جب حیثیات مختلف ہیں تو معروض بحث میں اس کو پیش کرنا آداب مناظرہ کے برخلاف ہے۔ موجودہ شیعوں کو شیعہ معنی اصطلاحی کے اعتبار سے کہتے ہیں یعنی رافضی بلیدی پھیلائیے والا اور کابراتہ شیواہان اہل سنت و جماعت کو شیعہ معنی لغوی اور عرفی کے اعتبار سے کہتے ہیں یعنی گروہ تاجدار۔

سلا پر لکھتے ہیں و مدام هذا الاذی تراعى قلنا من خصیۃ اهل البیت، هذا کاللف نہیں لکھا۔ یا الاذی تراعى کے متبرہ و عمل کو ثابت میں بھی گرا دیا ہے۔ دونوں صورتوں میں مولف کی جہالت ہے۔

طرز کلام نیز اس کے ترجمہ سے مدح و ملامت ہے کہ اعتراض سے مراد خود موافق بر اعتراض ہے کہ لوگ اسے کہتے ہیں تو شیعہ منکر ہے ایمان ہو گئے ہو۔ لیکن یہ اعتراض نظم کلام میں پہلے مذکور نہیں۔ اس لئے اس لفظ ہدائے کے ساتھ بیان کرنا اور اس کو مشاعرہ البقرہ اور دوسری جہالت ہے۔ جب اس اعتراض کے جواب میں مولف نے کئی کالم سیاہ کئے ہیں اور کتاب کا حجم بڑھانے کے لئے نئی نئی باتیں چلے گئے ہیں اور بے سوچے سمجھے جو کچھ میں آیا لکھ ڈالا ہے۔ تو جانتے ہیں یہ بھلا اس اعتراض کو پہلے واضح طور پر نظم کلام میں بیان کرتے اس کے بعد لکھتے و مدام هذا الاذی تراعى، جس اعتراض کا جواب کہ فقہ تفصیل و تطویل کے ساتھ لکھنا منظرہ و قواس کو صرف دین ہی میں محفوظ رکھنا اور کتاب کے صفحات پر اس کا ذکر

نکرنا مری جہالت کی دلیل ہے۔

اسی مد پر لکھتے ہیں ”وذا الیس یجدت حتی یکون بدعہ بل کان قدیمًا“ اپنے متغیر معانی میں کویتی بننے سے بچانا مقتضائے حال کے ناملائم محض ہے۔ اگر متغیر بنیں آپ پر اعتراض کر کے اور شیعہ بن جانیکی وجہ سے آپ کو خارج از اسلام سمجھ کر عہدی بننے میں تو بیٹھے دیں آپ کی جائے بلا اس میں آپ کا کیا حرج ہے؟

حتی یہ ہے کہ حتی یکون بدعہ اور بل کان قدیمًا دونوں جملے بھرتی کے جملے ہیں اور بے ضرورت مدح کتب کے گئے ہیں تاکہ کتاب کے جسم میں ضروری اور غیر ضروری اضافہ ہو جائے۔ لکھتے تو اچھا ہوا ایک تو اعتراض سے بچ جانے کو تطویل لاطال نہ ہوتی اور سچ چھو تو پہلا جملہ وذا الیس یجدت بھی صحیح نہیں ذالیشیں لایا ذالیس بخوبی مناسب مقام تھا لہٰذا یہ تدریج الی الجمل ہے معلوم ہوا کہ مولف جسطرح صرف نحو سے عاری ہے علم معانی سے بھی کور ہے۔ اسی مد پر لکھتے ہیں ”وما احباب ہو مفتوح ابہ“ یہاں ضمیر مفصل ہو گا لانا غلط ہے ضمیر مفصل کا استعمال تب جائز ہوتا ہے جب ضمیر مفصل کا استعمال متعذر ہو۔ یا کلام من التباس ہو یہاں ضمیر مفصل موجود ہے اور کلام التباس سے خالی ہے احباب کا ضمیر متعذر امام شافعی رحمہ اللہ کے اور کہیں راجع ہو نہیں سکتا ما احباب مفعول بہ ہے لہٰذا ضمیر کا راجع مرجع میں بعد اسات بھی نہیں۔

اسی مد پر لکھتے ہیں ”وکان هذا الاطلاق فی القرن الاول“ ایضاً صدق علی اصحاب علی خدہ هذا الاطلاق میں نہ اسم اشارے کا الف مدار ہے یا نہ لام تعریف لکھنے میں محذوف ہر دونوں صورتوں میں لغت کے جمل کو تسلیم ہیں۔ پھر اطلاق کا صدق چہ معنی؟ یہ دوسری حماقت ہے صدق اور اطلاق ایک جہت پر حمل اشعی علی النفس کے قبیلہ سے ہے۔ پھر یہ دعویٰ ہی غلط ہے کہ قرن اول میں اصحاب علی کے سوا کسی دوسرے کو شیعہ نہیں کہا جاتا تھا۔ یہ دعویٰ خود مولف نہ ترجم کے تصریحات کے برخلاف ہے۔ سچ ہے ”رونگو راجا فظہ نباش داسی لیاقت چرلنج دیا“ تھا کہ ہماری نزدیک عربی میں ہو یہ عربی جو منہ لگانے کے قابل نہیں واحسنی فاہ۔

رکتبہ قطب الدین لقلبہ ۲۹ جب المرجع ہے (ع)

مردہ بھی بول اٹھا!

شیعہ جاتی کے بعض سے سیکڑی انجیل اور پھر کھپڑ سے ایک آٹھ صفحہ کا ٹریکٹ شائع ہوا جو جس صداقت میرزا علی بھی دلیل رہا نہیں لگتی۔ کچھ صفحات میں آخری نامی علامات بیان کر کے ان علامات کو سچ موعود کی آمد کا راز قرار دیا ہے۔ ہم سیکڑی صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ علامت تو آپ کے قول کے مطابق سچ موعود کی آمد کا قریب تعلق میں۔ مگر کیا وجہ ہے کہ ان علامتوں سے دنیا میں کسی سال زندہ رہا ۲۹ سال ہوئے دنیا سے عالم آخر کو بھی سدھار چکا ہے۔ مگر ابھی تک وہی علامات دنیا میں باقی جاتی ہیں۔ بلکہ دنیا میں ہی نئی علامات ظاہر ہوئی ہیں۔ کیا اس سویر امت نہیں سوزا کہ ان کے بعد عہد کیسے اپنے دعویٰ میں سادہ خفا صحت ہے وہ پر کسوف و خسوف والی روایت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے خفاک جرات کر کے اپنے عدم ایمان کا اظہار کیا جو عہد بارح سال سے ہم میرزا کی دنیا کو حلچے دے ہے کہ کوئی شخص اس روایت کو کسی حدیث کی کتاب میں سند صحیحہ موعود متصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ثابت کر دے۔ مگر مزارعوں کی طرف سے منجائے ہوئے

الشیعہ لایا ذالیشیں لایا ذالیس بخوبی مناسب مقام تھا لہٰذا یہ تدریج الی الجمل ہے معلوم ہوا کہ مولف جسطرح صرف نحو سے عاری ہے علم معانی سے بھی کور ہے۔ اسی مد پر لکھتے ہیں ”وما احباب ہو مفتوح ابہ“ یہاں ضمیر مفصل ہو گا لانا غلط ہے ضمیر مفصل کا استعمال تب جائز ہوتا ہے جب ضمیر مفصل کا استعمال متعذر ہو۔ یا کلام من التباس ہو یہاں ضمیر مفصل موجود ہے اور کلام التباس سے خالی ہے احباب کا ضمیر متعذر امام شافعی رحمہ اللہ کے اور کہیں راجع ہو نہیں سکتا ما احباب مفعول بہ ہے لہٰذا ضمیر کا راجع مرجع میں بعد اسات بھی نہیں۔

میزراست اور بابت

(از جناب امان اللہ صاحب)

سم آکھاس درگاہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں جہاں سے خباب مزار صاحب نے تعلیم حاصل کی کے اپنی امت کو ماہل کیا اور جو اپنے استادوں کی تصانیف سے ماخوذ کیا جنہیں شہرسم کی اغلاط ان کی تحریروں میں موجود ہے وہ خلاف مکر و عیث حاصل ہیں ڈاکٹر ایچ ڈی گرس رولڈ نے لکھا کہ جہاد سے دست بردار ہونا اور جس سلطنت کے زیر سایہ ہوں اس کے حق میں وفاداری اور خیر خواہی کا اظہار کرنا وغیرہ ایسے امور ہیں جن میں ایران کے وجود بانی اور ہندوستان کے میزرائی حدود جہ کی مشابہت اور منافقت رکھتے ہیں بلکہ یہ مشابہت اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ خواہ خواہ بھی خیال پیدا ہوتا ہے کہ دوسرا فقرہ پہلے کی نقل ہے (مزار غلام احمد قادیانی مولفہ ڈاکٹر گرس رولڈ ص ۴۳)

ذیل میں چند اقتباس پیش کئے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ مزاریت اور بابت ایک ہی ذرت کی دو شاخیں ہیں۔

مزار غلام احمد رضا

مزار صاحب نے ایک الہام کی رو سے پیشگوئی کی کہ باد
میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے

حقیقتہً الہام

مسیح موعود نے کہا کہ ساری دنیا میں احمدیت ہی احمدیت
پھیل جائیگی۔ الفضل ۲۰، راکٹ ۱۹۲۷ء
مزار محمود نے کہا تجھے تو ان غیر احمدی مولویوں پر رحم آتا
ہے جب میں خیال کرتا ہوں کہ جب خدا تعالیٰ احمدیوں
کو حکومت دے گا۔ احمدی بادشاہ تختوں پر بیٹھیں گے الفضل کے
پر نے فائل کا لکچر پیش ہوں گے تو اس وقت ان بچاؤں
کا کیا حال ہوگا۔

الفضل ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۷ء

مسیح قادیان نے لکھا خدا تعالیٰ نے سہ ایک باتیں
جو محمدی میں مجھے داخل کر دیا بیان تک کہ بھی نہ چاہا کہ

مزار علی محمد باب رضا

ملا محمد حسین شبروینے کہا کہ مشرق اور مغرب کے تمام
سلاطین ہمارے سامنے خاضع و سیر ہو جائیں گے۔

نقطہ الکاف ص ۱۲

۲۔ کتاب بیان میں پہلے سے وہ احکام و دستور العمل درج
کئے گئے ہیں جن پر مستقبل کی بانی سلطنت کا عمل درآمد ہوگا اور
بیان میں صریحاً مذکور ہے کہ وہ وقت ضرور آئے گا کہ سارا ایران
بانی ہو جائے گا۔ اور وہاں کے آئین و قانون کتاب بیان کا
قانون ہوگا۔ مقدمہ نقطہ الکاف کج حضرت بابیہ باطنی و
روحانی سلطنت کے حکمران ہیں اور ضرور ہے کہ ظاہری سلطنت
بھی ان کی پہنچائی گوسنہ سال ہی کیوں نہ لگ جائے۔

نقطہ الکاف ص ۱۸۲ و ۱۸۳

(۳) مزار علی محمد باب نے کہا محمد نقطہ قرآن ہیں اور
مزار علی محمد باب نقطہ بیان ہے۔ اور پھر دونوں ایک

ہو جائے تین

یہاں فقط الکاف

(۱۴) تمام انبیاء کرام اُمّی تھے اور نضر اعلیٰ محمد باب بھی

امی تھا

نقطۃ الکاف ص ۱۰۹

(۱۵) مزار اعلیٰ محمد باب نے کہا علماء علم و علم میں متور اور حبِ یاست میں گرفتار ہیں ان لوگوں نے گوشِ طلب کو نہ کھولا اور نظر انصاف سے نہ دیکھا بلکہ اس کے برعکس اور اعراض کی زبان کھولی۔ ان پر مایہ نصیبوں نے کہا جو کچھ کہا اور کیا کچھ کیا۔

ایضاً ص ۱۰۹

(۱۶) مولف الکاف سے بڑی کجی نے دریافت کیا کہ تمہارے

والد حضرت مہتمم کا حضرت حق (مزار اعلیٰ محمد باب) کے متعلق کیا خیال ہے نتیجہ یہی ہے جواب دیا کہ وہ اس وقت تک نظر اوقف کر رہا ہے اس کے بعد کہا میں ذاتِ اقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میرا والد باوجود اس حالاتِ قدر کے اس طور پر باہرِ انور ایمان نہ لایا تو میں سبیلِ محبوب میں اپنے ہاتھ سے اس کی گردن مار دوں گا۔ ص ۱۲۷

(۱۷) علماء سے مزار اعلیٰ محمد باب نے کہا کہ قرآن کی ہر آیت

میرے دعووں کی تصدیق کرتی ہے

نقطۃ الکاف ص ۱۲۷

(۱۸) مزار اعلیٰ محمد باب نے اپنی کتاب بیان میں لکھا تم لوگ یہودی تقلید نہ کرو جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو دار پر چڑھایا اور نصاریٰ کی بھی پیروی نہ کرو جنہوں نے محمد علیہ الصلوٰۃ

یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو۔

نزل المبیح ص ۷

مسیح قادیان نے لکھا آئیوے کا نام جو ہمدی رکھا گیا ہو۔

اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ علم دین خدا سے ہی حاصل کر لیا

اور قرآنِ حدیث میں کسی مانند کا شاکر و ہنر نہ تھا اہل الصلح ص ۱۲۷

مسیح قادیان نے لکھا کہ یہ ولوی لوگ اس بات کی کجی

ہاتھ میں ہم ٹپے تھے ہیں میں نہیں جانتا کہ اتفاق سی

زندگی بسر کرنا انہوں نے کہاں سے سیکھا ہے۔ کتاب الہی

کی غلط تفسیروں نے انہیں بہت خراب کیا ہے۔ ازالۃ الضلالت

یہ لوگ سچائی کے پے دشمن ہیں۔ راہِ راست کے جانی دشمن کی

طرح مخالفت ہیں کجی توحید اور لکھا ہے بذاتِ فرقہ

مولویان۔ اسے یہودی سمجھتے ہو لو ابو اختتام نقض ص ۱۹

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔

انوارِ خلافت ص ۷ اگر کسی احمدی کے والدین غیر احمدی ہوں

اور وہ مر جائیں تو ان کی نماز خازنہ نہ پڑھی جائے۔ الفضل الیم

ص ۱۵ اگر کسی غیر احمدی کا چچو یا چچی مر جائے تو اس کی نماز

خازنہ نہ پڑھی جائے قادیانہ احمدیہ ص ۱۳ مسیح قادیان کا ایک

بیٹا فوت ہو گیا۔ جو زانی طور پر ان کی تصدیق کرتا تھا کیا میں مسیح

نے اس کا خازنہ نہ پڑھا۔ قادیانی احمدیہ ص ۱۳

مسیح قادیان نے لکھا میں زور سے دعویٰ کرتا ہوں کہ

قرآن شریف میری سچائی کا گواہ ہے۔

تذکرۃ الشہداء تین ص ۷

مزارِ صاحب نے لکھا کہ تیرے چھوٹے چھوٹے لوگ کجی

یہ وعظ کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں امامِ ہمدی یا مسیح

آئیں گا۔ اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجاہد پیدا ہو گا لیکن جب

چودھویں صدی کے سرورہ مجدد پیدا ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کے
الام نے اس کا نام مسیح موعود رکھا تو اس کی سخت تکذیب کی
اور انحراف خدا تعالیٰ کے فضل سے گورنمنٹ برطانیہ کی اس ملک ہند
میں سلطنت نہ ہوتی۔ تو مدت سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے
معدوم کر دیتے۔ کتاب امام السبع ص ۲۱

مرزا صاحب فادیانی نے لکھا میری طرف سے کوئی بنا
دعویٰ نبوت و رسالت کا نہیں بلکہ میں نے محمدی نبوت کی چادر
کو ٹپسی کی طور پر اپنے اوپر لے لیا ہے نزول مسیح ص ۲۱
مسیح فادیان نے لکھا میں زور سے دعویٰ کرتا ہوں کہ قرآن
تشریف میری سچائی کا گواہ ہے۔
تذکرۃ الشہادتین ص ۲۱

مسیح فادیان نے لکھا۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ روحانی کوچہ
میں ان علما کو دخل ہی نہیں یہودیوں کے علماء کی طرح ہر ایک
بات کو جسمانی قالب میں ڈھالتے چلے جاتے ہیں لیکن ایک مسئلہ
گردہ مرزائوں کا بھی ہے جن کو خدا تعالیٰ نے یہ بصیرت اور
فرست خطا کی ہے اور وہ آسمانی باتوں کو آسمانی قانون
قدرت کے موافق سمجھنا چاہتے ہیں اور استعارات و مجازات
کے قائل ہیں۔ لیکن انہوں کو وہ بہت ٹھوٹے ہیں ازاں خدا
ہر ایک استعارہ کو حقیقت پر حمل کر کے ہر ایک مجاز کو
واقعیت کا پسریہ بنا کر ان حقائق کو ایسے دشوار گزار راہ کی
طرف بنایا گیا جس کی تحقیق محض قول اپنا کا قدم نہ ٹھہر سکے۔

ایام اصباح ص ۲۹

مسیح صاحب لکھتے ہیں میری کلام نے وہ معجزہ دکھایا کہ
کوئی منافق باہر نہیں کر سکا۔ نزول مسیح ص ۱۳۲
مسیح فادیان صاحب نے لکھا۔ بارہ ہزار کے قریب شہادت

والسلام سے انکار کیا اور اسلام کی بھی پیروی نہ کرو جو نہ اسال
سے ہندی موعود کے انتظاریں سراپا شوق بنے بیٹھے ہیں۔
لیکن جب غلط ہو تو اس سے انکار دیا

دیباچہ نقطۃ الکاف

(۹) حضرت قائم علیہ السلام مرزا علی محمد باب کا بطور بھی
جناب محمد رسول اللہ کی حجت ہے۔

ایضاً ص ۲۳

(۱۰) عارف باللہ اور عبدالمصعب کے لئے توسل قرآن حضرت
قائم علیہ السلام (مرزا علی محمد باب) کی عظمت شان کی کٹنی
تفسیر ہے۔ ایضاً ص ۲۴

(۱۱) اہل ظاہر کی ظاہری الفاظ نظر ہوتی ہے۔ اس لئے
اس کے مصداق کو نہیں پاتے حالانکہ وہ اس کا باطنی مراد
ہوتا ہے لیکن اس کے باطن تک پہنچا ہر بے سرو پا کا کام نہیں
بلکہ یہ ایک جلیل القدر منصب ہے جس کا مقام فرشتہ بانی یا
مومن محسن سے قریب ہے۔ اور آج کل مومن محسن ہی کہاں ملتا
ہے۔ اور یہ کس کی مجال ہے کہ اتنا بڑا دعویٰ کرے پس ظہور
مہدی علیہ السلام کی جو علامتیں حیثیوں میں مذکور ہیں ان سے
ان کا باطن مراد ہے۔ اور چونکہ اکثر اہل آخر الزمان ظاہرین
واقع ہوتے ہیں۔ اس لئے حدیثوں کا مطلب نہیں سمجھتے۔

ایضاً ص ۱۸۳، ۱۸۴

(۱۲) بانی لوگ مرزا علی محمد باب کی تالیفات کو خرق عادت
یعنی معجزہ یقین کرتے ہیں۔ مقالہ سیاح ص ۵
(۱۳) مرزا علی محمد باب نے لوگوں کو اپنی مہریت قبول کرنے

دعوت اسلام رحیم بری کر اگر تمام قوموں کے پیشواؤں امیروں اور البان ملک کے نام روانہ کئے۔ شاعرانہ ولی عہد اور وزیر اعظم انگلستان گیلڈسٹون اور جرمن فریڈرک غلام پرنس ہابک کے نام بھی روانہ کئے ازالہ ص ۱۱۷

کی دعوت دی یعنی قاصد اسلامی بلا دور روانہ کئے اور سلطانین عالم اور علماء مل کے نام مرسلے ایساں کئے اور اطراف عالم میں نوشتے بھیجے فقط الکاف ص ۱۱۷، ۱۱۸

بہائی چشمہ زندقہ سے سیرابی

ڈاکٹر گرس وولڈ نے لکھا ہے کہ بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ ہی مسیح موعود ہے جو اپنے وعدے کے موافق دوسری دفعہ آیا ہے اور چونکہ اس کے نزدیک حجت ثانی ظہور اول سے زیادہ فاضل ہوتی ہے۔ اس لئے بہاء اللہ مسیح سے افضل والی ہے بہر حال مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بہاء اللہ کے بیانات و دعاوی سے جو کتاب کیا وہ ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

مرزا غلام احمد صاحب

میرے دعوے الہام پچیس سال گزر گئے۔ اور منتہی کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے تو حجابہ اور اگر یہ غیر ساری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے تو ہم ان کا دانسا ماتھہ پکڑتے پھر ان کی رگ جان کاٹ ڈالتے پھر کیا یہی خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب بیباک نفتری کو جلد نہ پکڑے بیان تک کہ اس اقراء تیریش سال نیسے یاد عرصہ گزر جائے۔ تو ریت اور قرآن دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افسر کرنے والا جلد نیا ہو جائے اور جین بیکر آقا تھم مرزا صاحب نے لکھا کہ حدیث میں ہے کہ اس زمانہ کے مولوی اور محدث اور ان تمام لوگوں سے بڑھوں گے۔ جو روئے زمین پر رہتے ہوں گے تبلیغ رسالت ص ۱۱۷ بذات قفر قومویان ضمیمہ انجام آتھم

بہاء اللہ صاحب

۱) اگر کوئی خدا پر افسر باز دے کسی اپنی کلام کو اسکی طرف منسوب کرے تو خدا تعالیٰ اس کو جلد پکڑتا ہے۔ اور ملاک کر دیتا ہے اور مہلت نہیں دیتا۔ اور اس کے کلام کو رائیل کر دیتا ہے چنانچہ سورۃ مبارکہ حاقہ میں فرماتا ہے تو حجابہ اور اگر یہ غیر ساری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے تو ہم ان کا دانسا ماتھہ پکڑتے پھر ان کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔

کتاب الفوائد ص ۲۷

(۲) حضرت بہاء اللہ نے علمائے آخر الزمان کے متعلق فرمایا ہے تھو تحت اذیم السماء منھم خربت الفتن والیھم قعود علماء آسمان کے نیچے سب سے بڑے لوگ ہیں انہی سے فتنے اٹھیں۔ اور انہی کی طرف عود کریں گے۔ مقالہ سیار ص ۱۳۳

(۳) خدا کے مظہر برائے اپنے رہنے کے کیونکہ فیض الہی کبھی معطل نہیں رہا۔ اور نہ رہیگا (مقدمہ لفظ الکاف)

سورۃ اعراف میں فرمایا ہے یا نبی ادما یا تینکم رسول منکم یقہمون علیکم آیاتی اے بنی آدم

تمہارے پاس ضرور رسول آنے رہینگے۔ یہ آیت سخت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس میں تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے یہاں نہیں لکھا کہ تم نے گزشتہ زمانہ میں یہ کہا تھا۔ سب جگہ آنحضرت اور آپ کے بعد کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں۔ عرض یا تبتہ کہ کا لفظ استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ و بالآخرۃ ہر وقتوں اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخری زمانہ میں مسیح موعود (مرا صاحب) پر نازل ہوگی

سیرۃ الہدی جلد ۱ ص ۵۷

اب چھوڑ دو جہاد کا اسے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ و قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
کیوں چھوڑتے ہو لوگو غبی کی حدیث کو
جو چھوڑنا ہے چھوڑ دو تم اس خمیت کو
کیوں بھولتے ہو تم نے ذیضیع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
ضمیمہ صفحہ ۳۹ کو دیکھو یہ ص ۳۹

بیکسی خونی ہمدی اور خونی مسیح کے آئینہ نظار میں تبلیغ صالحہ
میرا ایک الہام ہے خذ والنوحید التوحید یا ابنائ
الفارس توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اسے فارس کے بیٹو!
دوسرا الہام لو کان الایمان معلقا بالذیالہ
رجل من فارس اگر ایمان شریک سے بھی معلق ہوتا تو
یہ مرد جو فارسی الاصل ہے (مرا صاحب) اس کو وہیں

قرآن پاک کی آیت یا جی احم اما یا تبتکم رسل
منکم یقصدون علیکم آیاتی میں صراحتاً مستقبل کی
خبری ہے کیونکہ لفظ یا تبتکم کو نون تاکید سے ذکر کیا ہے
اور فرمایا کہ تمہارے پاس ضرور رسول آنے رہینگے (کتاب
النور ص ۳۱) و بالآخرۃ ہر وقتوں یعنی اس وحی
پر بھی یقین رکھتے ہیں جو اخیر زمانہ میں نازل ہوگی۔
بحر امر زمان طحا

(۵) صحیح بخاری کی حدیث میں ہے و ضیعی الحرب
یعنی مسیح اگر جہاد کو بطرف کرے گا (عمدۃ النضج ص ۵۷)
ہباء اللہ کے مرید جہاد کے قابل نہیں۔ اور نہ کسی غازی
مہدی پر ایمان رکھنے میں (الحکم ۱۳ ص ۱۹۵ ص ۵)
ہباء اللہ نے قتل کو حرام لکھا ہے (حضرت ہباء اللہ کی
تعلیمات ص ۵) ہباء اللہ نے لکھا ہے اے اہل توحید کمزرت
مضبوط بازہ صکو و شمش کو کہ مذہبی لڑائی (جہاد) دنیا سے
محو ہو جائے جبالہ اور بندگان خدا پر رحم کر کے اس خطر
پر قیام کرو۔ اور اس بار عالم نور سے خلق خدا کو نجات دو۔
مقالہ سیار ص ۵۷

(۶) لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مُعَلَّقًا بِالدُّيَا وَالْأَرْضِ
صاف طور پر حضرت ہباء اللہ کے متعلق ہے۔ کیونکہ وہ
ایران کے دار السلطنت طہران کے قریب ایک موضع میں
جس کا نام نور ہے پیدا ہوئے۔ موضع نور میں ایران کے کیانی
بادشاہوں کی نسل میں ایک شاندار آباد تھا ہباء اللہ اسی

خاندان کے چشم و چراغ میں

کو کھنڈ

جا کر لے لیا کتاب البر صیفہ ۱۳۷۷ھ

خرمن مجاہد و شہید سے خوشنہ چینی

مندرجہ ذیل اقتباسات سے آپ کو معلوم ہو گا کہ خجابت خرا صاحب اپنے ذخیرہ میں پیروان سید محمد جوہری کے خرمین الحما سے بھی بہت کچھ خوشنہ چینی کی۔ اور یہ کہ بہت سے امور میں آج کل کی سیرا سیرت مہدویت کا صحیح حریہ جو خانیچہ ملاحظہ ہو۔

مزار غلام احمد صاحب اقوال

خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی پیدا نہیں ہو گا۔ اور کوئی غیر شرعی نبی ظاہر ہو تو آیتہ خاتم النبیین کے منافی نہیں اور حضرت مزار غلام احمد صاحب تشریحی بنی تھے۔

ریویو المبین جلد ۲۱ نمبر ۹

مسیح قادیانی نے نزول المسیح ۹۹ میں لکھا

کر جائے است سیر سر آئم

حد سین است در گریانم

اور نزول المسیح ۴۴ پر لکھا ہے بعض ارادان شیعہ نے ایضاً کہا ہے کہ کیونکہ ممکن ہے کہ شیخ اناجمن سے افضل ممکن کیا۔ یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور حدیث اور کام نبوی کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے۔

مزارے قادیانی نے لکھا کہ مجھے علم غیب پر اس طرح قابو ہے جس طرح سوار کو گھوڑے پر ہوتا ہے۔

ضرورت امام ۱۳

مسیح قادیانی نے لکھا اگر خدا کا پاک نبی اپنی پیشگوئیوں کے ذریعہ میری گوی دنیا تو ملیں غصوں ظلمت کرو یا امسح

مہدوی اقوال

۱) مہدوی کہتے ہیں خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ ہو گا۔ اور اگر نبی متبع شریعت محمدیہ پیدا ہو تو سنائی آیتہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ کا نہیں ہے

اور سید محمد جوہری پیغمبر متبع ہیں یہ مہدویہ ص ۱۲۱
۲) پنج فضائل وغیرہ تب مہدویہ میں مذکور ہے کہ سید محمد جوہری کا واسعہ محمود ملقب حسین ولایت شہید کر بلا امام حسین رضی اللہ عنہ کے برابر یا بہتر ہے

۳۳
یہ مہدویہ

۳) شواہد ولولایت میں لکھا ہے کہ سید محمد جوہری نے فرمایا کہ فی تعالیٰ نے نہ کہ کو مجاہد و جودات کے حوالہ اس طرح معلوم کرادیے ہیں کہ جیسے کوئی رانی کا دانہ ہاتھ میں رکھتا ہو اور ہر طرف پھیر کر کھاتا نہ پھرتا ہے، یہ مہدویہ ۲۹

۴) مہدویہ کا اعتقاد ہے کہ سید محمد جوہری وہی محمدی ہیں جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیا کی انصاف

(۵) ایک دن میان خنزیر امام و خلیفہ مہدی جو پوری اُنے ایک نگریزہ ہاتھ میں لے کر مہاجرین و خلفائے مہدی کے مجمع میں کہا۔ دیکھو یہ کیا ہے۔ سب نے جواب دیا نگریزہ ہے۔ کہا اس کو مہدی و موعود علیہ السلام نے جو سب بے ہا کہا ہے۔ تمام مہاجرین و خلفائے کہا امان و صدق ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہے کہ جو کوئی فرمان مہدی میں شک کے یا تاویل کرے وہ ان مہدی میں سے نہیں ہے ایضاً ص ۱

(۶) انصاف کرنا چاہئے کہ شیخ جو پوری مدعی مہدیت نے کس قدر آیت قرآنیہ کے منہ اہادیث صحیحہ اور تفسیر صحابہ اور جو تفسیرین کے خلاف کئے ہیں پناچہ نوہ جمعہ میں و انجین ماعلمہ لکھا لکھو حقیم کو خاص اپنے فقرہ مہدی پر محمول کیا ہے۔

۱۲ ص ۱۲

(۷) مہدی جو پوری لوگوں کو حج بیت اللہ سے باوجود نذر اور استطاعت کے منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میان لاؤ کے حجرہ کو بنبر لکھنے کے پیرایہ تھا۔ کہ اس کے تین طواف کعبہ اللہ کے سات طواف بلکہ تمامی ارکان حج کے قائم مقام ہے قرار دیتے تھے۔ ایضاً ص ۲

(۸) سید محمد جو پوری اس بات کے مدعی تھے۔ کہ وہ وارثینا میں حق تعالیٰ کو عیاناً سہری آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

ایضاً ص ۱۲

مولوی نور دین خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے میرا تو ایمان ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح صاحب شرفیت بنی ہوئے کا دعویٰ کریں اور قرآن شریف کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا۔ اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہونگے۔ سیرۃ المہدی جلد اول ص ۸۲

قرآن شریف میں یہ سیگنی ٹری وضاحت سے آیا ہے مسیح کی نصرتی ہے و انجین منہم لکھا لکھو حقیم و تھو العزیز الحکیم یعنی ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ وہ بھی اول تاریکی اور گمراہی میں ہونگے۔ اور سلم اور حکمت اور یقین سے دوہونگے تب خدا ان کو بھی صحابہ کے گروہ میں لایگا یعنی جو کچھ صحابہ نے دیکھا وہ ان کو بھی دکھایا جائیگا یہاں تک کہ ان کا صدق اور یقین بھی صحابہ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائیگا۔ اور یہ مسیح موعود کا گروہ ہی ایام الصلح ص ۱۱۱ مرزا صاحب نے لکھا ایک حج کا ارادہ کرنے والے کے لئے اگر یہ بات پیش آجائے کہ وہ اس مسیح موعود کو دیکھنے کے جس کل تیرہ سو برس سے انتظار ہے تو بموجب صریح قرآن و احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں جاسکتا۔

تذکرۃ الشہداء ص ۱۱

ہمارا حلیہ بھی حج کی طرح ہے خدا نے قادیان کو اس کام حج کے لئے مقرر کیا ہے از برکات خلافت ص ۵

مسیح قادیان نے امام الزمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھا کہ خدا تعالیٰ مجھ سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرے سے جو نور محض ہے

(۹) حضرت سید محمد جوہنوری کے اصحاب کا اس نزاع
ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مہدی موعود سید
محمد جوہنوری ایک ذات ہیں۔
ایضاً ص ۲

۱۰) مطلع الوارثیت میں لکھا ہے کہ اول بارہ ترینک
امر الہی ہوتا رہا۔ اور مہدی جوہنوری و موعود نفس و شیطان
سمجھ کر خدا آتے رہے آخر خطاب باغتاب ہوا کہ
ہم رو برو سفر فرماتے ہیں تو اس کو غیر اللہ سمجھتا ہے اس
بعد بھی شیخ و صوف اپنی عدم لیاقت و غیرہ کا غرض پیش کر کے
آٹھ برس اور آتے رہے میں برس کے بعد خطاب با
غتاب ہوا کہ قضا الہی جاری ہو چکی اگر قبول کر لیا جائے
ہوگا۔ ورنہ ہجو ہوگا۔ ایضاً ص ۱۱

(۱۱) جو احادیث رسول خدا کی تفاسیر قرآن اگرچہ کسی
ہی روایات صحیحہ سے مروی ہوں۔ لیکن مہدی جوہنوری
کے بیان و احوال سے مطابق کر کے دیکھیں۔ اگر مطابق ہوں
تو صحیح ورنہ غلط جانیں رہد یہ ہر دو یہ ص ۱۲

۱۲) سید محمد جوہنوری سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
ابراہیم مہدی و عیسیٰ۔ نوح۔ آدم اور دوسرے تمام انبیاء
مربطین سے افضل ہیں۔ ایضاً ص ۱۳

انار دیتا ہے۔ ضرورتاً الہام ص ۱۴

مسح قادیان نے لکھا جس شخص نے مجھ میں اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق سمجھا۔ نہ تو اس نے مجھے پہچانا
اور نہ مجھے دیکھا میرا وجہ دین رسول اللہ کا وجود ہو گیا۔

خطبہ الہامیہ ص ۱۵

مزار غلام احمد صاحب نے اعجاز احمدی صاحب میں لکھا
تقریباً بارہ برس جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بخیر
اور غافل رہا۔ کہ خدا نے مجھے بڑے شرف و کرامت سے برابری میں
مسیح موعود قرار دیا اور سیرۃ المہدی اول ص ۱۶ میں ہے
کہ وہ الہام جس میں مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کی طرف سے
اصلاح خلق کے لئے صریح طور پر مامور کیا گیا ماریح ص ۱۷
میں ہوا۔ لیکن باوجود امر الہی کے اس وقت سلسلہ بیعت
شروع نہیں فرمایا بلکہ مزار حکیم تک توقف ہوا حکم الہی
کو آتے رہے چنانچہ خبر فرمان الہی نازل ہوا تو آپ نے
بیعت کے لئے منہ نہیں لیا یعنی پہلے حکم کے چھ سال بعد
بیعت لیتی شروع کی۔

مزار صاحب لکھتے ہیں کہ جو شخص حکم کو نہ لیا ہے اس کو اختیار
ہے کہ جانیوں کے زنجیرہ میں جس انبار کو چاہے خدا سے
علم پا کر قبول کرے۔ اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر
رد کرے چنانچہ تحفہ گوڑ و یہ ص ۱۸

جو حدیث ہمارے الہام کے خلاف ہو اسے ہم ردی میں
پھینک دیتے ہیں۔ اعجاز احمدی ص ۱۹

بنی کریم کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے شیعوں کے
ایکے نبوت کا دعوہ بھی پایا ہے۔ اور نہ صرف بنی قضا بلکہ اپنے
مطالع کے کمالات کو ظنی طور پر حاصل کر کے جن الوعزم

رسلا اپنی بیخ فضا میں سے کہ یہ مجھ کو نے اپنے والد السید
محمّد جو بنوری سے روایت کی۔ کہ میراں جی نے فرمایا کہ نہ
میں کسی سے بنا گیا اور نہ میں نے کسی کو بنا اور ایک روز
ان کے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نام ایک شخص نے
یوسف و غطا سورۃ اخلاص پڑھی جب وہ کہہ لے
وَلَمْ يُولَدْ لَمْ يُولَدْ لَمْ يُولَدْ لَمْ يُولَدْ
یوسف نے کہا نہیں کہہ لے لَمْ يُولَدْ دلاور نے کہا
يُولَدْ لَمْ يُولَدْ لَمْ يُولَدْ لَمْ يُولَدْ
خاموش رہو۔ میان جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہیں جو
کہتے ہیں سو حق ہے۔

۶۶

(۱۴) بیچ فضائل میں ہے کہ یہ صحیح بخاری کے حلیف شان
نظام نے اپنا ایک طویل کشف فاضل کیا جس کا خلاصہ یہ
ہے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو سرفراز کرنا چاہتا
ہے۔ تو حجب سے دریافت کرنا ہے کہ اگر کوئی توبہ درجہ اس کو
دوں وزن ہرگز نہ دوں پس میں سفارش کر کے اس کو درجہ
والہ بنا دوں۔ ایضاً ص ۲

بنیوں سے بھی آگے نکل گئے۔ حقیقتہً النبوة ص ۱۵۵
مسیح قادیان نے اپنا ایک کشف میں الفاظ بیان کیا
میں نے خواب میں دیکھا کہ میں لعینہ اللہ ہوں اور میں نے
لیفٹیننٹ کر لیا کہ میں اللہ ہی ہوں اسی حال میں جبکہ میں لعینہ
خدا تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہم دنیا کا کوئی نہیں
نظام قائم کریں یعنی نیا آسمان اور نئی زمین بنائیں پس
میں نے پہلے زمین اور آسمان جہاں اسکل میں بندے تھے جن میں
کوئی ترتیب اور تفریق نہیں تھی۔ پھر میں نے ان میں تفریق
کر دی اور جو ترتیب درست تھی اس کے موافق ان کو مرتب
کیا۔ اس وقت میں اپنے تئیں ایسا پاتا تھا۔ کہ گویا میں ایسا
کونے پرفراز ہوں۔ پھر میں نے آسمانی دنیا کو پیدا کیا اور کہا
اَفَاذِنَا اِلٰہَآءَ الدُّنْيَا بِمَصْرَاعٍ پھر میں نے کہا اب
سم انسان کو مٹی سے بنائے ہیں۔ - عینہ کلمات ص ۵۶۲-۵۶۵

مسیح قاریان کو الہام ہوا اَنْتَ مِنْحُوْا اَنَا مِنْكَ
اسے مرزا تو سمجھیں سے پیدا ہوا اور میں تجھ سے پیدا ہوا۔
حضرت الوہی صلی اللہ علیہ وسلم قاریان نے لکھا۔ مجھے خدا کی
طرف سے دین کو فدا کرنے اور پیدا کرنے کی طاقت دی گئی۔
میں خاتم الانبیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہ ہوگا۔ مگر
وہی جو مجھ سے ہوگا۔ اور میرے بعد جو ہوگا خطبہ الہامیہ ۲۳

کشف التلبیس

کشف السایس حصہ اول و حصہ سوم مولفہ سیدہ ولایت حسین شاہ صاحب لوری۔ یہ کتاب شمس الاسلام کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔ اسکی چند کاپیاں زاہد طبع کراچی میں۔ شائقین جلدی طلب کریں۔ مستحب کار سالہ نور آبان ۱۳۵۱ء فرطبع ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے ذریعے شیعوں کے نور ایمان یا فطرت کفر کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ انکے اعتراضات کے جوابات نہایت مناسبت و شائستگی سے دئے گئے ہیں۔ قیمت ہر حصہ ۸ روپے کا ہے۔ بیچ شمس الاسلام بصرہ (پنجاب)

فِيهِتِ الدِّمُ كَفَرًا

اس عنوان کے تحت میں سزائیوں کے ایک مطبوعہ ٹریٹ کے سوالات کے جوابات جریدہ ندامت میں شائع ہو رہے ہیں۔ ہمیں اس سلسلہ میں ایک حیرت انگیز حکیم کی طرف سے علی آباد ضلع بارہ بنگی سے موصول ہوا ہے جسکو بحسنہ درج کر کے اس کا مختصر جواب دیا جاتا ہے سزائیوں میں اگر مہت ہے تو کسی ایک مسئلہ پر ہم سے تحریری مناظرہ کریں۔ بشرطیکہ ہمارے پیش کردہ دلائل کا حامل المتن جواب دینے پر اپنے کسی جریدہ کو آمادہ کر سکیں۔ پانچ سال سے ہم سزائی جرائد کو خلیج دے رہے ہیں مگر سزائی حلقوں پر کامل سکوت طاری طرح ہم سزائیوں کے سوالات کا حامل المتن جواب شائع کر رہے ہیں۔ سزائی جرائد بھی اگر حق و صداقت کے مدعی ہیں تو اس پر عمل کرنے سے کیوں گھبراتے ہیں۔ ہمارے اعتراضات کا جواب دینے کی مہت نہ پا کر وہیں نہ مانوں میں نہ مانوں کی رٹ لگائے رکھنا کچھ سزائیوں کو ہی زیب دیتا ہے۔ بارہ بنگی والے صاحب ہمارے پیش کردہ دلائل کو مہوت والا جواب ہو کر لکھتے ہیں۔

”سوالات مندرجہ انتفا مطبوعہ کے جوابات آپ نے رسالہ شمس الاسلام میں دئے ہیں وہ ان عوام الناس اور نام نہاد مولویوں کے لئے جو بل فتنج ما الفینا علیہ اذما بنا پر عمل پر اپنی ضرورت نفی بخش ہیں۔ لیکن وہ حضرت جو فال اللہ وقال الرسول کی اتباع کرنے والے ہیں۔ وہ اس کو دیکھ کر دورایت قائم کرتے ہیں۔ اول یہ کہ انوائے سوالات کو سمجھا ہی نہیں دوسرے یہ کہ اگر سمجھا ہے تو عمدراً احتیاق حق سے انحراف کیا اور حق پوشی سے کام لیا ہے۔“

الحق ہماری تحریر سے کفر کا مہوت ہو جانا ثابت ہو گیا۔ سائل صاحب نے ہمارے جوابات کو لا جواب ہو کر پنا مہوت ہوا طار کر دیا ہے۔ اگر ان میں مہت ہے تو ہمارے ات لال کو غلط ثابت کر کے دکھائیں ہم ان کے اعتراضات کا حامل المتن جواب شائع کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ بشرطیکہ وہ اپنے فرقہ کے کسی جریدہ کو بھی ہمارا جواب شائع کرنے پر آمادہ کر سکیں۔ جواب دینے کی مہت نہ پا کر نہ چڑانے اور طعنہ زنی پراتر آئے ہیں۔ ہمارے جوابات ان لوگوں کے لئے تشفی بخش نہیں ہو سکتے جو قالوا فلو بنا غلف بل

لغناهم اللہ مکفرهم فقلبا لا مابو منون کے مصداق ہوں یا جو لا فسمعوا الحذا القرآن والغوا فیہ لعلمہ فقلون پر عمل کر کے حقانیت کے دلائل سننے کے لئے آمادہ نہ ہوں یا ایسے لوگ جو رشد و ہدایت کی صلاحیتوں سے محروم ہو کر ختم اللہ علی اقلو جہیدہ کا درجہ حاصل کر کے ہم مکرم عجمی فحسم کا بیعتوں کے مصداق بن چکے ہوں مگر حق نیک طیار پر یہ ایسے دلائل کا اثر نہ ہونا لازمی ہے۔ یہی دلائل ہیں جنہوں نے سواد اعظم اسلام کو سیرہ حدس الاسلام پر قائم

رکھا ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد مسلمان تھے۔ سائل شاید اپنے اسلاف کو کافر سمجھتے ہوں گے۔ اور ان کے خیال میں خیر القرون سے لیکر آج تک جس قدر مدعیان اسلام گذرے ہیں سب کافر ہوں گے اسی لئے بل نذیع ما الفینا علیہ اذ انما کی آیت لکھکر سلف صالحین کو مشرک اور ان کی اتباع کو شرک قرار دے رہے ہیں یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ مگر مسلمانوں کی شان یہ ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کے متعلق اپنے دلوں میں کجی بھی پیدا نہ ہونے دی قرآن مجید میں ہیں تعلیم دی گئی کہ دینا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا **بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَحْتَلِ فِیْ قُلُوبِنَا غِلًا** اے ہمارے رب ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کی نظر سے کینہ قائم نہ ہونے پائے اے ہمارے رب تو غصہ کو دھمیا **لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اَنْتَ سَرُوْفٌ الرَّحِیْمُ** پاره ۲۸ سورہ حشر

کرنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔

ہمیں سلف صالحین کی اتباع کا حکم دیا گیا۔ لہذا اپنے مسلمان آباؤ اجداد کی سبوی کو نجات کا ذریعہ بنایا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ **وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ** اور جو ایمان لائے۔ اور ان کی نسل ایمان میں ان کی پیروی ہوئی تو **الْحَقْنٰهُمْ ذُرِیَّتَهُمْ وَما اَلَفْنَاهُمْ مِنْ** ان کے ساتھ ان کی نسل کو بھی ہم ملا دیں گے۔ اور ان کے عملوں میں کچھ بھی کمی نہ کریں گے۔ **عَمَلِهِمْ مِنْ شَیْءٍ** (پاره ۲۷ سورہ طور)

جو لوگ قال اللہ وقال سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے والے ہیں وہ ہمارے جوابات کے متعلق صحیح رائے قائم کر رہے ہیں ورنہ جو لوگ قال الیلین ذرا پر عمل کرنے والے ہوں اور جو اپنی فطرت صالحہ کو سرخ کر چکے ہوں وہ اس معاملہ میں حسد و رین سے

گرنے میں بروہر شیرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہر گناہ

سائل آگے چلکر لکھتے ہیں :-

بہر حال کچھ جو حب اجازت خباب ایک بات دریافت کرنا ہوں امید کہ اس کا جواب مع سوال آئندہ پرچہ میں تحریر فرما کر شکر فرمایا گا۔ وہ سوال یہ ہے کہ جو کمالہ حضرت ابراہیم اور نیکانہ فرورکش بادشاہ کا قرآن کریم سورہ بقرہ تیسرا میں مذکور ہے اس حضرت ابراہیم نے بادشاہ مذکور سے اس کی خدائی کے ثبوت کا مطالبہ کیا تو بادشاہ جو مشقت کی حیثیت رکھتا تھا ثبوت پیش نہیں کیا عاجز ہو گیا تو خداوند کریم نے اس کو فہمت الہی کے کھم کا مصداق بنیادیں پیش کر کے اپنے دعویٰ کا ثبوت نہ دیکھ کر اور خالق کے مقابل میں لالہ پیش کرنے سے عاجز ہو جائے وہی فہمت الہی کہ کفر کا مصداق ہو گیا ان میں نقطہ حکم عید کی اعلیٰ آبادارہ نکلی اس میں شک نہیں کہ اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش نہ کرنے پر ضرور کو قرآن مجید میں فہمت الہی کہ فرمایا گیا ہے میرا صاحب قادیان یا ان کے پیرو بھی اسی طرح اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کر نیسے عاجز ہو کر اور ہمارے دلائل کا جواب پاکر کہہ دیتے ہو چلے ہیں

نمرو دیکھا جائیں مدعی مسیحیت و نبوت کو قرار دیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقام پر العلماء و رفقاء اکلانیہ کے صدائق علمائے اسلام کو قرار دیکھنے پر کریں کہ نبوت کون ہوا ہم اس کو مکالمہ کی صورت میں دیکھ کر تے ہیں۔

میزرائے قادیان رکبانیں دیکھا یا سنا آپ نے میزرائے قادیان کا علمائے کرام سے جھگڑا کرنا اور دعویٰ کرنا کہ میں مسیح ہوں

ہوں بنی اللہ ہوں اور محمدی و عود ہوں اسکو اپنی طاقت لسانی اور تاثیر داری اور اخوان و انصار کی طاقت اور پریس کی ایجاد پھر وسد تھا۔

علمائے اسلام۔ اے میزرا تو کیسے مسیح ہو سکتا ہو۔ جب کہ نازل ہونے والا مسیح ابن مریم علیہ السلام موجب تصریحیات

قرآنیہ و ارشادات بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سان پر زندہ موجود ہے اور وہی نازل ہو گا ہمارے مسیح کو زندہ رکھنے پر قادر ہے وہ بھی اویسیت پر اسکو قیسم کی قدرت حاصل ہے

میزرائے قادیان میں مسیح کو مراد ثابت کر سکتا ہوں مسیح کی موت ثابت کرنا میرا فرض ہے۔ اس کے بعد میزرائے قادیان نے قرآن مجید کی آیات کی تفسیر

تاہیات دور از کار معوی تحریفیات ہو کام بیکر اور صحیح احادیث کی صحت سے انکار کر کے وفات مسیح ثابت کرنا چاہا

اس طرح غلط بحث کر کے مسلمانوں کو غلط فہمی اور ایک سوال میں الجھا کر اپنا الوید چھانچا کرنا چاہا۔ علمائے اسلام اگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرتے تو حیات مسیح کی بحثوں اور علمی و مذہبی مباحثوں میں نصیب صدمہ نہ کھاتے

نمرو و الہ تبارکی الذی حاج ابراہیم فی ربہ ان اذالہ اللہ العلیک

کیا نہ دیکھا تو نے اس شخص کو جس نے جھگڑا کیا۔ ابراہیم سے اس کے رب کی بابت اس وجہ سے کہ دی تھی اللہ نے اس کو سلطنت

حضرت ابراہیم علیہ السلام (اذ قال ابراہیم ربی اللہ یحیی و ممیت۔

جبکہ ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

نمرو (قال انا حی و امیت)

وہ بولا میں بھی جلتا اور مارتا ہوں۔

(اس کے بعد نمرو نے وہ قیدی بن گوا کر اپنے قصور کو مار ڈالا اور قسور وار کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ دیکھا میں جب کو چاہوں مارتا ہوں جسے چاہوں نہیں مارتا)

حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ سمجھا کہ موت و حیات کی بحث سے نمرو دلوح عوام کو اصل حقیقت سے دور رکھنا چاہتا ہے منظر کا طریقہ بدل ڈالا اور فرمایا۔

فان الله ياتي بالشمس من المشرق
فأت بها من المغرب
بے شک اللہ تو آتا ہے سورج کو مشرق سے
اب تو نے اس کو مغرب کی طرف سے

مسیح علیہ السلام کی جو علامات احادیث میں بیان کی گئی
ہیں ان میں سے ایک علامت بھی اپنے میں ثابت کرو۔
کوڑھی کو اچھا کرنا۔ اندھے کو بینا کرنا مردے کو زندہ کرنا۔
نزول کے بعد سوائے اسلام کے تمام ادیان کا نیست و
نا بود ہو جانا۔ کربلا کی جنگ میں حضرت علیؓ کا قتل غرض
کوئی ایک بات بھی اپنے میں ثابت کرو تمہاری ایک بھی
پیشینگوئی پوری ہوئی۔ کوئی آرزو نہ آئی وغیرہ وغیرہ
میرزائے قادیان و بھت الذی کفر

محمود فبھت الذی کفر

تب حیران رہ گیا وہ کافر
میرزائے قادیان اور اس کے پیروں کیلئے ہر عقائد میں عاجز رہ جانا اور مہربوت ہو جانا مفرد ہو چکے تھے۔

عرض حال

دارالعلوم عمیر نیرہ جو تہ تعطیلات ۱۵ شعبان سے بند ہو چکا ہے۔ نئے سال کے طلبہ کا داخلہ ہوا۔ سوال المکرم سے شروع ہوا۔ طلبہ
کوچا بستے کہ اس سوال سے پہلے جامع مسجد بھیرہ میں پہنچ جائیں۔ اس تاریخ کے بعد بعد میں گنجائش کسی طالب علم کو داخل نہ کیا جا سکے گا تو کارکنان
دارالعلوم اس معاملہ میں مدد دینگے۔ دین اپنے اپنے گھروں کو جا چکے ہیں شنبہ تعلیم القرآن میں تعطیلات ہیں سو تعلیم القرآن کا سلسلہ جاری
ترجمہ القرآن کا درس بھی کیا جائیگا۔ کیا حقہ جاری ہو مولوی عبدالعزیز صاحب ناوی کو تعطیلات کے ایام میں ترجمہ القرآن کے درس پر مامور کیا گیا ہے۔
تبلیغ احکام الہی امیر خرب الانصار نے ۳۰ اکتوبر کو مگھیاڑ کے دو فنانڈر طبیبوں میں تقاریر ارشاد فرمائیں بتقریب شب برات
مسجد دروازہ چک والہ میں خرب الانصار کی سرپرستی میں شادراہ صاحب جو اجمیں مولانا محمد قاسم مولانا مولوی رقی مولانا محمد دین اور امیر خرب الانصار
حاجی افتخار احمد صاحب بگوی کی بصیرت اور فزوق تقاریر میں مولوی حبیب اللہ صاحب نے اندر شہر قادیان۔ مہنتہ ضلع انیسر گورنر انوار الشہر موگہ پٹ
رول منڈی باؤوالدین میں نمائندگی کی تھیں شادراہ کام کیا مولوی میر شہزاد صاحب نے اس ماہ میں چک پٹ چک پٹ چک پٹ ڈیڑھ سپر چاکٹ شالی شاہ
شہر کا دورہ کیا۔ رمضان میں مولوی میر شہزاد صاحب نے مہنتہ ضلع انیسر گورنر انوار الشہر موگہ پٹ کا کام کرینگے۔
دارال قائمہ کی تعمیر کا کام ابھی تک ملتوی ہے۔ ارباب کرم نے ابھی تک اس کی طرف توجہ نہیں کی۔

ایک افتخار احمد صاحب نے ۱۵ اکتوبر میں کسی بد باطن و غصہ پر از نامہ نگار کی یہ اطلاع شائع ہوئی کہ مولانا ظہور احمد صاحب کو
جامع مسجد کی قیادت و خطرات سے علیحدہ کر کے گئے تھے۔ اس پر کرب و افسوس۔ مولانا مدوح کے سر ارا احباب عقیدہ غنڈوں کے دوس میں یہ خبر سنا کر
اندر انداز میں ہوا لازمی تھا۔ انہوں نے اس کی آگاہی کیلئے شائع کیا تاہم یہ کہ یہ اطلاع صحیح نہیں بلکہ بے بنیاد ہے۔ اس قسم کے کسی واقعہ کا امکان

بعض بی بیوں میں مولانا۔ مولانا محمد قاسم صاحب کی شاعری آئندہ میں با اکتوبر و نومبر کے درمیان شائع ہو چکے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ

حادثہ اختال

اِس مَآخِمْ نَحْتِ اسْتِ كِه گونیدم

نہایت ہی دلی رنج و قلق کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت مخدوم العالم قیوم زمان مجدد دوران حضرت قبلہ ولانا ابوالسعد احمد نظارہ العالی کے فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ محمد سعید صاحب کا عین جوانی کے عالم میں بجا رشتہ پ محرقہ بروز جمعہ بوقت سحر موزعہ حکم اکتوبر ۱۹۳۷ء انتقال ہو گیا۔ صاحبزادہ مرحوم علوم مقبول و منقول کی تحصیل سے فانی ہو کر دورہ حدیث شریف بھی مکمل کر چکے تھے۔ سیرت و صورت و اخلاق میں یکجا تھے اپنے والد ماجد کے دست راست اور ان کیلئے عرصائے پیری تھے۔ یہیں اس حادثہ غم میں حضرت صاحب اور ان کے انارٹ جمیع خدام سے دینی سہاری تھے۔ اور صاحبزادہ صاحب کے فراق میں آنکھیں اشکیاں اور دل تیزا رہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو فردوس بریں میں جگہ دے۔ اور سپاہ نگاہ کو نصیر کی توفیق اور نصیر جلیل کا احسن عظیم عطا فرمائے۔ آمین خیر آمین

قطعہ تلخ و قات

(از مولانا حکیم عبدالرسول صاحب کالج فی)

ولی زادہ زبۃ الصالحین	محمد سعید اہل صدق و یقین
حبیب خدا قدوة الواصلین	ز اولاد امجاد فاضل
بجملہ امورات صادق امین	تعلیم و عمل اہل فضل و کمال
بگردید بارحمت حق قرین	ز دنیا ئے فانی جو حلت نمود
درون و برون نور بدماہ حبیب	ز فقیہش جہاں گشت تیرہ تمام
سزدگر بگردید فلک ستم زمین	بدیہائے غم اہل عالم غریق
جمعہ مبارک شد آں نازنین	بہشت و چہارمزمناہ حبیب
ز احباب و عشاق حلت گزین	بعسر جوانی بعین شباب
ببویجگر عبد عاجز خیز	پے سال حلت تفکر نمود

بامداد واحد ز تار تار گشت

سعید ازل در بہشت بریں

THE UNIVERSITY OF CHICAGO PRESS



بانی مسجد کلمہ دارانہ کی قبر پر اتر کر اسی محلہ میں
توڑا گیا ہے جس پر شمس الاسلام، دارالافتاء و دارالعلوم کے دفاتر قائم ہیں

